عذابِ الٰہی اور اس کے اسباب

اردو ترجمہ

العقوبات

مؤلف

ابن أبي الدنیاؒ

مترجم

لجنۃ المصنفین لاہور

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۳۵۲۴۸۳۷

عذابِ الٰہی
اَور
اس کے اسباب

عذابِ الٰہی اور اس کے اسباب

اردو ترجمہ

العقوبات

مؤلف

ابن أبي الدنیاؒ

مترجم

لجنۃ المصنفین لاہور

مولانا محمد انس صاحب
مولانا خالد محمود صاحب
مولانا عبد العظیم صاحب

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۲۸۳

کتاب — عذاب الٰہی اور اس کے اسباب

اردو ترجمہ — العقوبات

مصنف — ابن ابی الدنیاؒ

مترجم — لجنۃ المصنفین لاہور

باہتمام — مولانا محمد ناظم اشرف

ناشر — بیت العلوم۔۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور

فون: 042-7352483

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور

ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور

ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی

دار الاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر۱

بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر۱

بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی

ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دار العلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴

مکتبہ دار العلوم = جامعہ دار العلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴

مکتبۂ قرآن = بنوری ٹاؤن، کراچی

بک سنٹر = 32 حیدر روڈ راولپنڈی

فہرست

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

عذاب الٰہی کے اسباب وانواع

ابوالبختریؒ فرماتے ہیں کہ مجھے صحابی رسولؐ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
''جب تک لوگ گناہوں کی کثرت کی وجہ سے سزا کے مستوجب نہیں ہو جائیں گے ہلاک نہیں ہوں گے'' (سنن ابی داود، ۴/۱۲۵)

''جبیر بن نفیرؒ فرماتے ہیں کہ جب قبرص فتح ہوا تو مسلمان آپس میں بیٹھ کر رونے لگے، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رو رہے تھے میں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا کہ تعجب ہے کہ آپ ایسے دن رو رہے ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت وغلبہ عطا کیا ہے اور شرک اور مشرکین کو ذلیل ورسوا کیا ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ اے جبیر! چھوڑ دو، جب مخلوق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس قدر بے وقعت ہو جاتی ہے، حالانکہ وہ قوت وغلبہ والی امت ہوتی ہے''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زمین پر برائی کا غلبہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین پر رہنے والے لوگوں پر اپنا عذاب نازل کر دیتا ہے'' ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خواہ ان (لوگوں) میں نیک و صالح لوگ بھی ہوں تب بھی عذاب نازل ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ''ہاں خواہ ان میں نیک لوگ بھی موجود ہوں عام لوگوں کی طرح وہ بھی عذاب میں گرفتار اور مبتلا کئے جاتے ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف لوٹائے جاتے ہیں''

(الحلیۃ ۱۰/۲۱۸، مسند احمد ۶/۴۶)

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ امت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور تائید میں رہے گی جب تک کہ اس امت کے قراء، حکمرانوں کی طرف مائل نہ ہوں گے اور نیک لوگ، فاسقوں اور فاجروں کو پاک وصاف نہ بتائیں گے اور اچھے لوگ برے لوگوں کی چاپلوسی نہیں کریں گے، جب وہ ایسا کرنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی تائید

اٹھالیں گے پھر جابر اور ظالم لوگ ان پر تکلیف دہ عذاب مسلط کریں گے، پھر وہ فقر و فاقہ کا شکار ہو جائیں گے'' (الزھد لابن المبارک ص ۲۸۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تمام اطراف سے قومیں تم پر یوں ٹوٹ پڑیں گیں جیسے کھانے والے کھانے کے برتن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ کیا ایسا افراد کی کمی کی وجہ سے ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ''تم اس زمانہ میں (تعداد کے لحاظ سے) زیادہ ہوں گے، لیکن تم سیلاب کے خس و خاشاک کی طرح (بے وقعت) ہوں گے، دشمن کے دلوں سے تمہارا رعب و دبدبہ جاتا رہے گا اور تمہارے دلوں میں ''وھن'' ڈال دیا جائے گا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ ''وھن'' کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ''زندگی سے محبت اور موت سے نفرت''

(سنن ابی داود/ ۱۱۱، مسند احمد ۵/ ۳۲۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کلمہ لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بندوں سے خدا کے عذاب کو روکتا ہے جب تک کہ بندے دنیا کے معاملہ کو دین کے معاملہ پر ترجیح نہ دیں، لیکن جب وہ اپنی دنیا کے معاملہ کو دین کے معاملہ پر ترجیح دیں اور پھر کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھیں تو یہ کلمہ ان پر رد کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو'' (مجمع الزوائد ۷/ ۲۸۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخر زمانہ میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو دین کا نام لے کر دنیا کو حاصل کریں گے، لوگوں کو دکھانے کے لئے راہبانہ (صوفیانہ) لباس پہنیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھیں ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل جیسے ہونگے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ''کیا تم مجھے دھوکہ دیتے ہو؟ میرے سامنے جرأت دکھاتے ہو؟ مجھے اپنی قسم ہے میں ایسے لوگ پر ایسا فتنہ ضرور بھیجوں گا جوان کے عقلمند شخص کو بھی حیران و سرگرداں کر کے چھوڑے گا''

(سنن الترمذی، ۴/ ۶۰۴، الزھد لابن المبارک ص ۱۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ اسلام کا

صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف نقوش رہ جائیں گے مسجدیں بظاہر آباد نظر آئیں گی لیکن حقیقت میں وہ رشد و ہدایت سے ویران ہوں گی، اس وقت کے علماء آسمان کی چھت کے نیچے سب سے برے ہوں گے اور ان ہی سے فتنہ نکلے گا اور ان ہی میں لوٹ جائے گا"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "جب کسی قریہ (گاؤں بستی) میں زنا اور ربا (سود) عام ہو جاتا ہے تو اس قریہ کی تباہی کا حکم دے دیا جاتا ہے۔

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب لوگ علم کا اظہار کریں گے اور عمل کو ضائع کریں گے اور زبانی کلامی محبت کا اظہار تو کریں گے مگر دلوں میں بغض و کینہ رکھیں گے اور رشتوں اور ناطوں کو توڑیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو لعنت کا مستحق بنادیں گے اور ان کو اندھا بہرا کردیں گے" (الدر المنثور ٦/ ٦٦)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مہاجرین کے دس افراد بیٹھے ہوئے تھے میں ان میں سے دسواں آدمی تھا، آنحضور ﷺ اپنے چہرہ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "جس قوم میں بے حیائی عام ہو جائے اور لوگ اس کا کھلم کھلا ارتکاب کرنے لگیں تو وہ قوم مختلف امراض و تکالیف اور طاعون میں مبتلا کردی جاتی ہے جو امراض ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں میں موجود نہ تھیں اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے وہ قحط سالی، مشقت وشدت اور بادشاہ (حاکم) کے ظلم میں مبتلا کردی جاتی ہے اور جو قوم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتی وہ باران رحمت سے محروم کردی جاتی ہے اگر جانور نہ ہوتے تو ان پر بارش ہی نہ برستی اور جو قوم عہد شکنی کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے غیر سے دشمن مسلط کر دیتے ہیں جو ان کے مال و متاع پر قابض ہو جاتے ہیں۔ اور جب لوگوں کے حکمران اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام و قوانین کے مطابق عمل نہیں کرتے اور قرآن مجید کے احکامات کو اہمیت اور ترجیح نہیں دیتے تو اللہ تعالیٰ ان کو آپس کے عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں" (الحلية ٨/ ٣٣٣، سنن ابن ماجه ٢/ ١٣٣٣)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سابقہ

اقوام کا حال یہ تھا کہ جب ان میں کوئی شخص کوئی گناہ کرتا تو روکنے والا اس کو فہمائش کے طور پر روکتا پھر اگلے دن وہی شخص (روکنے والا) اس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا اور کھاتا پیتا جیسے اس نے گذشتہ روز اس کو گناہ کرتے دیکھا ہی نہ تھا، جب اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کے ایسے حالات دیکھے تو ان کے دلوں کو آپس میں بگاڑ دیا اور اپنے نبی ﷺ حضرت داوٗد علیہ السلام اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی زبانی ان پر لعنت فرمائی اور ارشاد فرمایا:

"ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ" (المائدہ: ۷۸)

"اس کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کیا کرتے تھے"

(اس کے بعد آپؐ نے فرمایا) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے تم لوگ نیکی کا حکم ضرور دو اور برائی سے ضرور روکا کرو اور بے وقوف (ظالم) کا ہاتھ ضرور پکڑو اور اس کو حق بات کی طرف مائل کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں بھی ایک دوسرے کا فساد اور بگاڑ ڈال دیں گے اور تم پر بھی اسی طرح لعنت کریں گے جس طرح ان پر لعنت فرمائی" (سنن الترمذی ۵ / ۲۵۲، المعجم الکبیر ۱۰ / ۱۸۰)

ابراہیم بن عمرو الصنعانیؒ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں تمہاری قوم میں سے چالیس ہزار نیک لوگوں اور ساٹھ ہزار برے لوگوں کو ہلاک کرنے والا ہوں، یوشع بن نون علیہ السلام نے عرض کی پروردگار! برے لوگوں کو ہلاک کرنا تو ٹھیک ہے لیکن ان نیک لوگوں کا کیا قصور ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کو ان پر غصہ نہیں آیا اور وہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں"

(تنبیہ الغافلین ۱ / ۹۶، احیاء علوم الدین ۲ / ۴۵۰)

ابو ھزانؒ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے بستی والوں کی طرف دو فرشتوں کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ اس بستی کے لوگوں کو تباہ و برباد کرو (وہ فرشتے اس بستی میں گئے تو) انہوں نے وہاں ایک آدمی کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے پایا، فرشتوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم اس بستی میں تیرا ایک بندہ پاتے ہیں جو ایک مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ

نے فرمایا کہ اس بستی کو بھی تباہ کر دو اور اس کے ساتھ اس شخص کو بھی ہلاک کر دو، کیونکہ اس کا چہرہ (برائی کو دیکھ کر) کبھی متغیر نہیں ہوا۔

حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ ''جب داؤد علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ اے میرے رب! میری مغفرت فرما۔ پروردگار نے فرمایا کہ میں نے تیری خطا تو معاف کر دی لیکن بنی اسرائیل پر اس کی عار (طعنہ) لازم کر دی (ٹھہرا دی) داؤد علیہ السلام نے عرض کی پروردگار! آپ کی ذات تو حاکم عادل کی ہے آپ کسی پر ظلم نہیں فرماتے؟ خطا میں کروں اور اس کی عار (عیب وطعنہ) دوسروں پر لازم ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی کہ اے داؤد! جب آپ نے معصیت (خطا و لغزش) کی جسارت کی تو ان لوگوں نے آپ کو منع کرنے کی ہمت کیوں نہیں کی؟''

(الرقة و البكاء ص ۲۸۱)

حضرت مسعر بن کدامؒ فرماتے ہیں کہ ''مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک فرشتہ کو حکم ملا کہ ایک بستی کو زمین میں دھنسا دو، فرشتہ نے عرض کی کہ اے پروردگار! اس بستی میں تیرا فلاں عابد موجود ہے اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو حکم دیا کہ عذاب کی شروعات اسی سے کرو، کیونکہ (برائی دیکھ کر) اس کے چہرے کا رنگ کبھی متغیر نہیں ہوا۔ (حوالہ سابق)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ان کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا، اس آدمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے مومنوں کی ماں! آپ ہمیں زلزلہ کے بارے میں کچھ بتائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب لوگ زنا کاری کو مباح سمجھیں گے، شراب نوشی کریں گے اور گانے بجائیں گے تو اللہ تعالیٰ آسمان پر غیرت میں آ کر زمین کو حکم دیں گے کہ ان لوگوں کو ہلا ڈ! اگر لوگ توبہ تائب ہو جائیں تو محفوظ ہو جائیں گے ورنہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تہس نہس کر دیں گے۔ (راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے ام المومنین! کیا یہ زلزلے ان کے لیے بطور عذاب کے ہوں گے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا (نہیں) بلکہ مومنوں کے لیے موعظت و رحمت اور برکت کا باعث ہوں گے اور کافروں کے لیے عذاب

وسزا کے لیے ہوں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد ایسی کوئی حدیث جو میرے لیے بہت زیادہ خوشی کا باعث ہو اس کے علاوہ نہیں سنی۔

محمد بن عبدالملک بن مروانؒ کہتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں زلزلہ آیا تو آپؐ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھ کر فرمایا: ''اسکنی فانہ لم یان لک بعد'' یعنی اے زمین! رک جا، ابھی تیرا وقت نہیں آیا۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''ان ربکم یستعتبکم فاعتبوہ'' یعنی تمہارا رب تم کو اپنی رضا طلبی کا حکم دیتا ہے پس تم اس کو راضی کرو۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں زلزلہ آیا تو انہوں نے فرمایا ''لوگو! یہ زلزلہ اس لیے آیا ہے کہ تم سے کوئی برائی سرزد ہوئی ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر یہ زلزلہ دوبارہ آیا تو میں تمہیں اس زمین پر کبھی بھی رہنے نہیں دوں گا'' (مصنف ابن ابی شیبۃ ۲/ ۴۷۲، ۴۷۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ کے اندر زلزلہ آیا تو انہوں نے زمین پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا مالک؟ تجھے کیا ہوا؟ تجھے کیا ہوا؟ خبردار! اگر یہ قیامت کا زلزلہ ہوتا تو زمین اپنی خبریں ہمیں ضرور بتا دیتی پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین کا ہر حصہ خواہ وہ بالشت بھر ہی کیوں نہ ہو، لوگوں کے احوال کی خبر دے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ میں زلزلہ آیا تو انہوں نے فرمایا: لوگو! یہ کیا ہے؟ تم نے کیا حرکت کی ہے؟ اگر دوبارہ زلزلہ آیا تو میں تمہیں یہاں نہیں بساؤں گا''

(مصنف ابن ابی شیبۃ ۲/ ۴۷۳)

حضرت کعب الاحبارؒ فرماتے ہیں کہ زمین میں بھونچال اس لیے آتا ہے کہ اس کو مچھلی کی پشت پر بنایا گیا ہے شاید وہ مچھلی جب حرکت کرتی ہے یا زمین پر گناہ ہوتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپ اٹھتی ہے۔[1]

---

[1] یہ اسرائیلی روایات میں سے ہے جو قابل اعتبار نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ بنایا ہے جس کا نام ''قاف'' ہے جو پورے عالم کو محیط ہے اس کی جڑیں اس چٹان تک پہنچی ہوئی ہیں جس چٹان پر زمین قائم ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بستی کو بھونچال میں ڈالنا چاہتے ہیں تو اس پہاڑ کو حکم دیتے ہیں تو پہاڑ کی وہ جڑ جو اس بستی کے ساتھ متصل ہوتی ہے، ہلنے لگتی ہے، اس سے وہ بستی بھونچال کا شکار ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ وہی بستی ہلتی ہے، دوسری بستی نہیں ہلتی [1]

جعفر بن برقان الکلابیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ہمیں یہ لکھا کہ:

حمد وصلوٰۃ کے بعد! یہ زلزلہ ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سزا دیتے ہیں، میں تمام شہر والوں کو لکھ دیا ہے کہ فلاں مہینہ کے فلاں دن گھر سے نکلیں پس جس کے پاس صدقہ خیرات کرنے کے لیے کچھ ہو اس کو چاہئے کہ صدقہ خیرات کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰیo وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی (الاعلیٰ:۱۴،۱۵)

''تحقیق کامیاب ہو گیا وہ شخص جس نے اپنا تزکیہ کیا اور اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی''

اور تم اسی طرح کہو جس طرح تمہارے باپ آدم علیہ السلام نے کہا تھا:

''رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ'' (الاعراف: ۲۳)

''اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اگر آپ نے ہماری بخشش نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم یقیناً خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے''

اور تم اسی طرح کہو جس طرح نوح علیہ السلام نے کہا تھا:

''وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ'' (ہود: ۴۷)

''اور اگر آپ نے میری مغفرت اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں خسارہ

---

[1] یہ بھی اسرائیلی روایت ہے۔ تشریح کے لیے دیکھیے: القاموس المحیط، مادہ ''قوف''

اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا“

اور تم اسی طرح کہو جس طرح یونس علیہ السلام نے کہا تھا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ.(الانبیاء: ۸۷)

”تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے، میں ظالموں میں سے ہوں“ (حلیۃ الاولیاء: ۵/ ۳۰۴، ۳۰۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”ہم پر ایسا وقت آیا ہے کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے زیادہ اپنے دینار و درہم کا حق دار نہیں ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”جب لوگ درہم و دینار کے معاملہ میں انتہائی بخل کریں گے اور قرض کے معاملے کریں گے اور جہاد ترک کردیں گے اور تم بیلوں کی دُمیں سنبھالو گے (یعنی تم کھیتی باڑی کرو گے) تو اللہ تعالیٰ ان پر آسمان سے ذلت و رسوائی نازل کریں گے یہاں تک کہ لوگ اپنے دین کی طرف لوٹ آئیں“ (الحلیۃ ۱/ ۳۱۳، مسند احمد ۲/ ۴۰)

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ ”خدا کی قسم، فتنہ تو اللہ تعالیٰ کا وہ عذاب ہے جو لوگوں پر نازل ہوتا ہے“

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ جب بندوں کو کوئی سزا دینے کا ارادہ کرتے ہیں تو بچوں کو وفات دیدیتے ہیں اور عورتوں کو بانجھ کردیتے ہیں پس لوگوں پر فتنہ نازل ہوتا ہے، کوئی شخص بھی قابل رحم نہیں ہوتا۔ (الفردوس بمأثور الخطاب ۱/ ۲۴۵، کنز العمال ۳/ ۱۷۰)

عبداللہ بن ابی الھذیلؒ فرماتے ہیں کہ بخت نصر کے بعض کاموں کو دیکھ کر دانیال علیہ السلام رونے لگے اور فرمایا کہ یہ سب کچھ ہمارے اعمال کی شامت ہے اور اس عار (عیب) کے سبب ہے جس کا ہم نے ارتکاب کیا، اے اللہ! تو نے ہم پر ایسے شخص کو مسلط کیا ہے جو نہ آپکی معرفت رکھتا ہے اور نہ ہی ہم پر رحم کرتا ہے۔

نیز عبداللہ بن ابی الھذیلؒ فرماتے ہیں کہ بخت نصر نے دانیال علیہ السلام سے کہا کہ تیری قوم پر میں کیوں مسلط ہوا؟ دانیال علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک تو تیرا گناہ بڑا عظیم ہے اور

دوسرا یہ کہ میری قوم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حکمت کی باتوں میں ایک بات یہ پڑھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں پس جو شخص میری اطاعت کرے گا میں ان (بادشاہوں) کو اس پر باعث رحمت بناؤں گا اور جو میری نافرمانی کرے گا میں ان کو اس پر باعث زحمت بنا دوں گا۔ اور تم بادشاہوں کی بجائے میرے ساتھ اپنا تعلق وابستہ کرو، میں خود ان کو تم پر مہربان بنا دوں گا۔

(حلیة الاولیاء ۲/ ۳۷۸)

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کو کسی قوم کے ساتھ خیر و بھلائی منظور ہوتی ہے تو ان کے امور عقل مند لوگوں کے حوالہ کر دیتے ہیں اور مال و دولت ان کے سخیوں کو دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کو کسی قوم کے ساتھ برائی منظور ہوتی ہے تو ان کے امور بے وقوفوں کے سپرد کر دیتے ہیں اور مال و دولت ان کے بخیلوں کو دیتے ہیں''

(جمع الجوامع للسیوطی ۱/ ۳۷)

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ اے میرے پروردگار! آپ آسمان پر ہیں اور ہم زمین پر ہیں کیسے معلوم ہو کہ آپ راضی ہیں یا ناراض؟ آپ کی رضامندی اور ناراضگی کی کیا علامت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''جب میں تم پر تم میں سے بہترین لوگوں کو حاکم بناؤں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ میں تم سے راضی ہوں اور جب میں تم پر تم میں سے بدترین لوگوں کو حاکم بناؤں تو یہ اس کی علامت ہے کہ میں تم سے ناراض ہوں۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی علیہ السلام کو یہ وحی فرمائی کہ جب ایسا شخص میری نافرمانی کرتا ہے جس کو میری مغفرت حاصل ہوتی ہے تو میں اس پر ایسے شخص کو مسلط کر دیتا ہوں جسے میری معرفت حاصل نہیں ہوتی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اللہ

تعالیٰ جھوٹے حکمران، فاسق وفاجر وزراء، خیانت گر معاونین، ظالم منتظمین اور بدکردار قراء نہیں بھیج دیں گے، ان کی خاص علامت راہبوں کی سی ہوگی، ان کے دل مردار سے زیادہ بدبودار ہوں گے، ان کی خواہشات مختلف ہوں گی، اللہ تعالیٰ ان کے لئے تنگ وتاریک فتنہ (کا دروازہ) کھول دے گا، پس وہ اس فتنہ میں ایسے مبہوت اور حیران وسرگردان ہوں گے جیسے یہودی لوگ حیران وششدر ہیں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اسلام کے دستے ایک ایک کر کے ضرور لوٹیں گے جب تک کہ اللہ اللہ نہیں کہا جائے گا، تم نیکی کا حکم ضرور دو اور برائی سے ضرور روکو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر بدترین لوگ مسلط کر دیں گے جو تمہیں سخت اذیتیں پہنچائیں گے، پھر تمہارے نیک لوگ دعائیں کریں گے لیکن ان کی دعا قبول نہ ہوگی، تم نیکی کا حکم ضرور دو اور برائی سے ضرور منع کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیں گے جو تمہارے چھوٹوں پر رحم نہ کریں گے اور تمہارے بڑوں کی توقیر نہ کریں گے۔ اور جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرتا ہو اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرتا ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے'' (الامالی الخمیسیۃ ۲/ ۲۵۷، ۲۶۴، مجمع الزوائد ۵/ ۲۳۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اور اس میں ڈنڈی مارتی ہے اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک لیتے ہیں اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اس میں موت (کے واقعات) بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور جس قوم میں سود خوری عام ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان پر جنون (دیوانگی) کو مسلط کر دیتے ہیں اور جس قوم میں قتل وغارت عام ہو جاتی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمن کو مسلط کر دیتے ہیں۔ اور جس قوم میں لواطت کا فعل عام ہو جاتا ہے ان پر خسف (زمین میں دھنسنے) کا عذاب بھی عام ہو جاتا ہے اور جو قوم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (کا فریضہ) ترک کر دیتی ہے ان کے اعمال کو بلندی نہیں ملتی اور ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتی'' (السنن الکبریٰ ۳/ ۳۴۶، ۳۴۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کا سانس پھول رہا تھا، آپ نے کوئی بات ارشاد نہیں فرمائی، یہاں

تک کہ وضو کیا اور باہر تشریف لے گئے، میں حجرے میں ہی بیٹھی رہی، آنحضور ﷺ منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا، لوگو! اللہ تعالیٰ تم سے فرماتے ہیں کہ نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو قبل اس کے کہ تم مجھ سے دعائیں کرو اور میں تمہاری دعائیں قبول نہ کروں اور تم مجھ سے مانگو مگر میں تمہیں عطا نہ کروں اور تم مجھ سے مدد مانگو اور میں تمہاری مدد نہ کروں'' (سنن ابن ماجہ ۲/ ۱۳۶۷، تهذیب الکمال ۱۳/ ۵۲۷)

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب میری امت دنیا کو عظیم خیال کرنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت اس سے نکال لی جائے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (کے فریضہ) کو ترک کردے گی تو وحی کی برکت سے محروم ہو جائے گی'' (کشف الخفاء ۱/ ۱۰۴، ذم الدنیا ص ۱۱۴)

ابو اسحاق ابراہیم بن اشعثؒ ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن المبارکؒ سے کسی نے پوچھا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے خیر خواہی کرنا پھر عرض کیا گیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کیا درجہ ہے؟ فرمایا کہ یہ جہاد ہے۔

ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عبدالعزیز العمریؒ فرماتے ہیں کہ ''تمہارا اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنا تمہارے نفس کی غفلت میں سے ہے کہ تم اس کی ناراضگی کو دیکھتے ہوئے بھی حد سے تجاوز کرتے ہو اور ایسے شخص کے ڈر سے جو نہ نفع کا مالک ہے اور نہ نقصان کا اختیار رکھتا ہے، نیکی کا حکم اور برائی سے منع نہیں کرتے ہو۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص مخلوق کے ڈر سے نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنا ترک کردیتا ہے تو اس کی اطاعت کی ہیبت جاتی رہتی ہے اگر وہ اپنی اولاد یا کسی غلام کو حکم دیتا ہے تو اس کے حکم کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔

(حلیۃ الاولیاء ۸/ ۲۸۴)

حضرت قیس بن ابی حازمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ آیت پڑھی:

يَآ يُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ'' (المائدہ: ۱۰۵)

''پھر فرمایا: لوگ اس آیت کو اپنے موقع ومحل میں نہیں رکھتے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ؐ نے فرمایا: ''لوگ جب کسی ظالم کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں یا کوئی برائی دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ سب کو اپنے عذاب میں گرفتار کریں گے'' (تفسیر الطبری ۷/ ۶۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گناہ پوشیدہ ہوتا ہے تو اس کا ضرر صرف اس کے کرنے والے کو پہنچتا ہے اور جب گناہ عام ہو جاتا ہے تو پھر اس کا ضرر بھی تمام لوگوں کو پہنچتا ہے'' (مجمع الزوائد ۷/ ۲۷۱)

ابوامیہ الشعبانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اس آیت کا کیا مفہوم ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ کس آیت کا مفہوم پوچھتے ہو! انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد عالی کا کیا مفہوم ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ''

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا گواہ ہے کہ تم نے ایک باخبر آدمی سے اس آیت کے بارے میں پوچھا ہے میں نے اس آیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ ؐ نے فرمایا: بلکہ تم نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے منع کرتے رہو یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ بخل پر عمل کیا جا رہا ہے اور خواہشات کی پیروی کی جارہی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے اور ہر صاحب رائے کو اپنی رائے پر گھمنڈ ہے تو ایسے موقع پر اپنے حال کی خبر لیتے رہنا اور لوگوں کا معاملہ چھوڑ دینا کیونکہ تمہارے بعد صبر کے دن آئیں گے ان دنوں میں (دین پر) قائم اور ثابت رہنا ایسا مشکل ہوگا جیسے ہاتھ میں انگارہ پکڑنا (اس زمانہ میں) ایک عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا جو اس کے عمل کی طرح عمل کریں''

دوسرے راوی (عبداللہ ابن مبارکؒ) اس روایت میں مزید یہ الفاظ نقل کرتے ہیں کہ (صحابیؓ نے) دریافت کیا کہ یارسول اللہ! پچاس آدمیوں کے برابر جو اجر ملے گا وہ لوگ

ان ہی میں سے ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا وہ اجر تم میں سے پچاس آدمیوں کے (عمل کے) برابر ہوگا'' (رواہ الترمذی ۵/۲۵۷)

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم رذیل لوگوں میں موجود ہوں گے اور لوگوں کی امانتوں اور وعدوں میں فساد اور بگاڑ پیدا ہو جائے گا اور وہ گتھم گتھا ہوں گے پس وہ اس طرح ہو جائیں گے آپؐ نے انگلیاں ایک دوسری میں داخل کیں؟ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا ''اچھا کام کرتے رہنا اور برے کام سے باز رہنا اور اللہ کے دین کے معاملہ میں تلون مزاجی سے اجتناب کرنا اور بس اپنے حال کی اصلاح کی فکر کرنا اوروں کو اپنے حال پر رہنے دینا'' (المعجم الکبیر ۶/۱۹۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امانت دار پر تہمت لگائی جائے گی، اور غیر امانت دار آدمی کے پاس امانتیں رکھوائی جائیں گی اور سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا کہا جائے گا تو ان لوگوں کے پاس کالی بوڑھی اونٹنیاں آ بیٹھیں گیں ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کالی بوڑھی اونٹنیوں سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں (حصوں) جیسے فتنے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عنقریب بستیاں ویران ہو جائیں گیں حالانکہ وہ (بظاہر) آباد ہوں گی کسی نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ آپؓ نے فرمایا کہ جب فاجر لوگ نیک لوگوں پر غالب آئیں گے اور قبیلے کے سردار اس بستی کے منافق لوگ ہو جائیں گے۔

حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب میری امت کے برے لوگ اچھے لوگوں پر غالب آئیں گے، یہاں تک کہ ان میں مومن آدمی کی تحقیر ایسے کی جائے گی جیسے آج ہم میں منافق آدمی کی تحقیر کی جاتی ہے اور اس کو بے وقعت سمجھا جاتا ہے''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک

وقت آئے گا کہ مومن کا دل ایسا گھلے گا (رنجیدہ خاطر ہوگا) جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے'' انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''ایسا حال برائی کو روکنے کی طاقت نہ ہونے کے سبب ہوگا'' (مسند الفردوس ۵/ ۴۴۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم دیکھو کہ میری امت (کے لوگ) ظالم شخص کو ظالم کہنے سے ڈرتی ہے تو (میری امت کو) چھوڑ دیا جائے گا (یعنی ان سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت ونصرت اٹھالی جائے گی اور وہ طرح طرح کے فتنوں میں مبتلا ہوجائے گی) (مسند احمد ۲/ ۲۲۱، مستدرک الحاکم ۴/ ۹۶)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس قوم کے اندر ایسا شخص موجود ہو جو خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کر رہا ہو اور وہ قوم اس کو منع کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود منع نہ کرے تو اللہ تعالیٰ سب کو اپنے عذاب میں گرفتار کرے گا''

(سنن ابن ماجه ۲/ ۱۳۲۹، مسند احمد ۴/ ۳۶۳)

ابوالرقادؒ کہتے ہیں کہ میں اپنے آقا کے ساتھ نکلا تو ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اگر ایک آدمی وہ بات کہتا تو وہ اس کی وجہ سے منافق ہوجاتا تھا حالانکہ میں وہ بات ایک ہی مجلس میں چار مرتبہ سنتا ہوں۔ تم لوگ نیکی کا حکم اور برائی سے ضرور منع کیا کرو اور خیر کے کاموں پر دوسروں کو آمادہ کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سب کو عذاب میں ڈال کر ختم کردے گا یا تم پر بدترین آدمی کو حاکم بنادے گا پھر تمہارے نیک لوگ دعائیں کریں گے مگر ان کی دعائیں قبول نہ ہوں گی''

(مصنف ابن ابی شیبة ۱۵/ ۴۴، ۴۵، الحلیة ۱/ ۲۷۹)

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج بن یوسف کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''جان لو! تم جب بھی کوئی گناہ کرو گے اللہ تعالیٰ تمہارے حاکم کے ذریعہ اس کی سزا کی صورت پیدا کریں گے''

حضرت بشر بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ کسی نے حجاج بن یوسف سے کہا کہ تم نے یہ ظلم کیا اور تم نے ایسا ایسا کیا؟ حجاج نے کہا کہ میں ایک عذاب ہوں جو عراق والوں پر

بھیجا گیا ہے۔ (التبر المسبوک فی نصائح الملوک للغزالی ص ۱۲۹)

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصریؒ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: حجاج بن یوسف تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عذاب ہے، پس تم اللہ کے اس عذاب کا سامنا تلوار کے ساتھ نہ کرو، بلکہ توبہ، استغفار، تضرع و عاجزی سے اس کا سامنا کرو، توبہ کرو گے تو اس عذاب سے نجات پاؤ گے"

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (مسلمانوں کا) والی اور حاکم اللہ تعالیٰ کی زیر حفاظت ہوتا ہے..... پس تم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور ناپسندیدگی سے بچو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "رعایا خواہ ظالم اور بدکردار ہو ہلاک ہرگز نہ ہوگی جب کہ اس کے حاکم ہادی اور مہدی ہوں اور رعایا خواہ ہادی و مہدی ہو اور حاکم ظالم اور برے ہی کیوں نہ ہوں، ہلاک و برباد ہرگز نہ ہوگی"

(لسان المیزان ۳/ ۲۸۸، سلسلة الاحادیث الضعیفة ۲/ ۸)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ کسی خاص شخص کے گناہ کی پاداش میں تمام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتے ہیں، لیکن جب برائی کھلم کھلا ہونے لگے گی تو سب کے سب سزا کے مستوجب ہوتے جائیں" (حلیة الاولیاء ۵/ ۲۹۸)

حضرت عدی بن عدی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ کسی خاص آدمی کے عمل پر سب کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ دوسرے لوگ اس خاص آدمی کو منع کرنے کی طاقت رکھتے ہوں (اور منع کرتے ہوں) لیکن جب سب لوگ اس کو نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ پھر سب کو عذاب میں گرفتار کرتے ہیں" (مسند احمد ۴/ ۲۳۶)

حضرت ابراہیم النخعیؒ فرماتے ہیں کہ "نبیوں میں سے ایک نبی کی طرف یہ وحی کی گئی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ "جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو ترک کر کے اس کی معصیت اور نافرمانی شروع کر دیتے ہیں خواہ وہ بستی والوں میں سے ہوں یا اہل بیت میں سے ہوں یا کوئی عام آدمی ہو تو اللہ تعالیٰ بھی ان کو خوشگوار حالات کی بجائے ناگوار حالات سے دوچار کر دیتے ہیں۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو ترک کر کے اس کی اطاعت و فرماں برداری کرنے

لگتے ہیں خواہ وہ بستی والوں میں سے ہوں یا اہل بیت میں سے ہوں یا کوئی عام شخص ہوتو اللہ تعالیٰ بھی ان کے لئے ناخوشگوار حالات کی بجائے خوشگوار حالات پیدا کر دیتے ہیں۔

اور اپنی قوم سے کہدو کہ وہ عمل کرتی رہے اور اسی پر بھروسہ نہ کرے، کیونکہ میری مخلوق میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے لیے عذاب ثابت ہو چکا ہے۔

عمرو بن قیس الملائیؒ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے نبیوں میں سے ایک نبی کی طرف یہ وحی فرمائی کہ ''تیری قوم نے میرے حق کو وقعت نہیں دی اور میری نافرمانی کی ہے پس تم ان میں سے نیکوکار لوگوں کو یہ کہہ دو کہ وہ اپنی نیکی پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں کیونکہ حساب کتاب کے لیے ان کو پیش کیا جائے گا ان پر میرا عدل قائم کیا جائے گا، میرے فضل سے ہی نجات ہوگی، اگر میں چاہوں گا تو ان کو عذاب دوں گا اور اگر چاہوں گا تو اپنا فضل اور اپنی رحمت کروں گا اور بدکاروں سے کہہ دو کہ وہ ناامید نہ ہو جائیں، اگر وہ صحیح معنی میں توبہ کر لیں تو میری مغفرت پر ان کے گناہ ہرگز زیادہ نہیں ہوں گے اور ان سے یہ کہہ دو کہ جو شخص جادو کرتا ہو یا اس کے لیے جادو کا عمل کیا جاتا ہو یا کہانت کا عمل کرتا ہو یا اس کے لیے کہانت کا عمل کیا جاتا ہو اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے پس جو شخص مجھ پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ مجھ سے مانگے اور جو شخص کسی دوسرے پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ اسی سے مانگے جب کہ ساری مخلوق میری ہے۔

عبدالرحمٰن بن زیادؒ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی جس کا نام ''ارمیا'' علیہ السلام تھا ان کی طرف یہ وحی فرمائی کہ اپنی قوم کے سامنے کھڑے ہوں وہ ایسی قوم ہے جن کے بظاہر دل تو ہیں مگر اس کے ذریعہ وہ سمجھتے نہیں ہیں اور آنکھیں ہیں مگر اس کے ذریعہ وہ دیکھتے نہیں ہیں اور بظاہر کان بھی ہیں مگر اس کے ذریعہ وہ سنتے نہیں ہیں، ان سے یہ پوچھو کہ تم نے میری اطاعت کا انجام کیسا پایا؟ اور ان سے پوچھو کہ کیا میری اطاعت کر کے کوئی بھی شخص بدبخت ہوا ہے؟ یا کیا کوئی شخص میری نافرمانی کر کے خوش بخت ہوا ہے؟ جانوروں کا حال یہ ہے کہ جب ان کو اپنا باڑہ یاد آتا ہے تو اس کی طرف چلے آتے ہیں لیکن یہ ایسی قوم ہے کہ انہوں نے اس کام کو ترک کر دیا جس کی وجہ سے میں

نے ان کو عزت بخشی تھی اور بے محل جگہ پر اپنی عزت کو تلاش کرتی پھرتی ہے ان کے بادشاہ تو ایسے ہیں کہ انہوں نے میری نعمتوں کی ناشکری کی اور ان کے علماء ایسے ہیں کہ انہوں نے میری اس حکمت سے نفع نہیں اٹھایا جس کو انہوں نے حاصل کیا تھا اپنے دلوں میں منکرات کو جمع کیا ہوا ہے، اپنی زبانوں کو جھوٹ کا عادی بنایا ہوا ہے پس مجھے میری عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں ان پر ایسے لشکر ضرور مشتعل کروں گا جن کے چہروں کو وہ نہ پہچانیں گے اور نہ ان کی زبانیں سمجھیں گے اور نہ وہ ان کے رونے دھونے پر رحم اور ترس کھائیں گے، میں ان پر رامسیا کے گھوڑے مسلط کروں گا، بادلوں کے ٹکڑوں کی مانند اس کے لشکر ہیں۔ اس کے شہسواروں کا حملہ عقابوں کی مانند ہے اور اس لشکر کے جھنڈوں کی حرکت گدھوں کے پروں کی مانند ہیں چنانچہ وہ لشکر آباد جگہوں کو ویران میں اور بستیوں کو وحشت زدہ حالت میں تبدیل کر دیں گے۔ ہائے افسوس مقام ایلیاء (بیت المقدس) اور اس کے باشندوں کے لئے کہ میں ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کروں گا اور قتل کے ذریعہ ان کو ذلیل کروں گا میں ان کی خوشیوں کو پریشانیوں میں اور عزت کو ذلت میں اور سیر شکمی کو بھوک میں بدل دوں گا اور ان کے گوشت کو زمین کی کھاد اور ہڈیوں کو سورج کے لیے پھیلی ہوئی زمین بنا دوں گا۔ (یہ سن کر) اس نبی نے عرض کیا: پروردگار! آپ اس امت کو ہلاک کریں گے اور اس شہر کو برباد کریں گے حالانکہ وہ آپ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آپ کے منتخب کردہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے اور آپ کے نبی داؤد علیہ السلام کی قوم ہے، اگر یہ امت ہلاک ہوگئی تو اس کے بعد کونسی امت ہوگی جو آپ کی خفیہ تدبیر سے محفوظ ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے ابراہیم، موسیٰ اور داؤد علیہم السلام کو اپنی اطاعت کی وجہ سے عزت بخشی ہے اگر (بالفرض) وہ بھی میری نافرمانی کرتے تو میں ان کو بھی نافرمانوں کے درجوں میں رکھتا کئی صدیوں سے میری نافرمانی ہوتی رہی حتیٰ کہ یہ صدی آ گئی جس میں تم ہو لوگوں نے پہاڑوں کے اوپر بھی معصیت شروع کر دی، درختوں کے سایوں کے نیچے بھی اور وادیوں (جنگلوں) کے اندر بھی جب میں نے یہ حالات دیکھے تو میں نے آسمان کو حکم دیا تو وہ لوہے کی چادر بن گیا اور زمین کو حکم دیا تو وہ پیتل کی ہوگئی چنانچہ پھر نہ آسمان برستا

ہے اور نہ زمین کچھ اگاتی ہے، کچھ اگتا بھی ہے تو ٹڈیاں اور جھینگر اس پر مسلط ہو جاتے ہیں، اگر لوگ اس دوران کچھ غلہ وغیرہ لے کر اپنے گھروں میں رکھ لیتے ہیں تو اس کی برکت نکال لی جاتی ہے، پھر وہ دعائیں کرتے ہیں لیکن میں ان کی دعاؤں کو قبول نہیں کرتا'' (صید الخاطر ص ۵۸۰)

ابوبکر بن عیاشؒ فرماتے ہیں کہ: جب بنی اسرائیل نے نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رومیوں کو مسلط کر دیا جنہوں نے ان کی عورتوں کو قیدی بنایا، حضرت عزیز علیہ السلام رونے لگے کہ پروردگار! یہ تیرے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ھارون وموسیٰ علیہما السلام کی اولاد ہیں اور تیرے نافرمانوں کے غلام ہیں۔

محمد بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اعمش کا ہنڈیاں بنانے والے شخص کے پاس سے گزر ہوا تو فرمایا کہ نبیوں کی اولاد کو (عبرت کی نگاہ سے) دیکھو کہ معاصی نے ان کا کیا حال بنا دیا ہے۔

حضرت وھب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اپنا نام طویل الحلم (بہت حلم و بردباری کرنے والا) رکھا ہے، میں عذاب نہیں دیتا جب تک کہ میں غضبناک نہ ہو جاؤں جب تک کھلم کھلا میری نافرمانی نہ ہونے لگے میں سب کو عذاب میں گرفتار نہیں کرتا''

محمد بن ذکوانؒ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کو اس کی قوم کی طرف بھیجا جو کسی چیز سے حیا نہیں کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ ان کے درمیان پا پیادہ چلو! چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل کی لوگ کہنے لگے کہ آپ تو ہمیں اس سے منع کرتے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نبی کی طرف وحی فرمائی کہ ان سے کہو کہ تم کچھ نہیں ہو[1]

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ان العبد لیحرم الرزق بالذنب یصیبہ ''یعنی بندہ گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے'' (مسند احمد ۵/ ۳۳۰)

---

[1] یہ روایت بھی اسرائیلی روایات میں سے ہے، انبیاء کرامؑ کی شان اس سے پاک و برتر ہوتی ہے۔

حضرت حسن بن یسار البصریؒ فرماتے ہیں کہ ''جب تم اپنی اولاد کی چال چلن میں ایسی بات دیکھو جو تمہارے لئے ناگوار ہو تو اپنے رب کو راضی کرو اور اس کی طرف رجوع کرو کیونکہ اس سے مراد تم خود ہو''

خطاب العابدؒ فرماتے ہیں کہ بندہ کوئی گناہ کرتا ہے جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتا ہے (اس گناہ کو وہ یا اس کا خدا جانتا ہے) پھر اس کے بھائی اس پر اس گناہ کے اثرات دیکھتے ہیں'' (حلیۃ الاولیاء ۱۰/ ۱۴۴)

حضرت سلیمان بن طرخان البصریؒ فرماتے ہیں کہ ''آدمی چھپ کر کوئی گناہ کرتا ہے، پھر صبح ہوتی ہے تو اس پر اس کی ذلت کے اثرات چھا رہے ہوتے ہیں'' (حلیۃ الاولیاء ۳/ ۳۱)

حضرت سہل بن عاصمؒ فرماتے ہیں کہ ''کہا جاتا تھا کہ گناہ کی سزا (دوسرے) گناہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن مھدیؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن یوسف کے بھائی نے انہیں حکام کے جور و ظلم کی شکایت کرتے ہوئے لکھا تو آپؒ نے جواب میں ان کو لکھا کہ اے بھائی! تمہارا خط مجھے پہنچا تم نے اپنے حالات کا ذکر کیا ہے، جو شخص کسی معصیت میں مبتلا ہو اس کو نہیں چاہیے کہ وہ عقوبت خداوندی کو عجیب خیال کرے، میرے خیال میں تم جس حالت میں مبتلا ہو اس کی وجہ صرف گناہوں کی نحوست ہے۔ (صفۃ الصفوۃ ۴/ ۸۱)

محمد بن واسعؒ فرماتے ہیں کہ گناہ پر گناہ کیے جانا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

عمر بن ذرؒ فرماتے ہیں کہ لوگو! جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جاتی ہے تو اس کے عذاب سے توبہ کے ذریعہ ہی حفاظت ہو سکتی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۵/ ۱۱۱)

حضرت عمر بن ذرؒ فرماتے ہیں کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کی صفت حلم کو دیکھ کر اس کی نافرمانی پر جسارت کرتے ہو؟ کیا تم اس کے غضب کو دعوت دیتے ہو؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا:

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ. (الزخرف: ۵۵)

''پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا پس

ہم نے ان سب کو غرق کر دیا''

محمد بن یزید بن خنیسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوریؒ کو ''فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا'' کی تفسیر کرتے ہوئے سنا کہ اس کا مطلب ہے کہ جب انہوں نے ہمیں غضبناک کیا''

(تفسیر ابن کثیر ۴/ ۱۳۰)

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر غضبناک ہوتے ہیں تو ان پر ان کے بچوں کو مسلط کر دیتے ہیں۔

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اپنے دین کے معاملہ میں سب سے پہلے جو ناگوار بات دیکھی وہ مسجدوں میں بچوں کا کھیلنا ہے۔

حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر وہ زمانہ اس وقت تک نہیں آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے جب تک کہ ان کا عالم مردار گدھے سے زیادہ بدتر نہ ہو جائے گا۔

(حلیلة الاولیاء ۵/ ۱۸۱)

حضرت کلثوم بن جوشنؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ مصائب کا جب نزول ہوتا ہے تو اعمال کی بناء پر ہوتا، چنانچہ وہ مصائب مومن کے لیے تو باعث اجر اور گناہوں کے مٹانے کا ذریعہ ہوتے ہیں اور کافر کے لیے ہلاکت کا سبب ہوتے ہیں۔

حضرت داود بن ابی ھندؒ فرماتے ہیں کہ ہر بلا و مصیبت کے ساتھ رحمت بھی نازل ہوتی ہے چنانچہ کچھ لوگ رحمت میں ہوتے ہیں اور کچھ لوگ بلا و مصیبت میں ہوتے ہیں۔

حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو چیزوں نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا ہے ایک جہالت کا نشہ، دوسرا زندگی سے محبت کا نشہ، پس اس صورت میں تم نیکی کا حکم نہیں دو گے اور برائی سے منع نہیں کرو گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آل فرعون کے لیے مینڈکوں سے زیادہ سخت عذاب کوئی نہ تھا ان کی ہنڈیوں میں گوشت ابل رہا ہوتا ادھر سے مینڈکیں آ کر ان ہنڈیوں میں گر جائیں پس اللہ تعالیٰ نے ان مینڈکوں کے لیے پانی کی ٹھنڈک اور ترمئی قیامت کے دن تک کڑی۔ (تفسیر ابن کثیر ۲/ ۲۴۲)

حمید بن ھلالؒ فرماتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جب نافرمانی ہونے لگی تو ساری مخلوق اولادِ آدم پر غضبناک ہونا شروع ہوگئی، یہاں تک کہ چیونٹی نے پروردگار عالم کی بارگاہ میں عرض کی اے پروردگار! مجھے ان لوگوں پر مسلط کردو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کیا کام کروگی؟ چیونٹی نے کہا کہ میں ان کے کانوں میں داخل ہوجاؤں گی۔

حکیم بن جابرؒ سے روایت ہے کہ ان کی خادمہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کرنے کے بعد رومال لیا اور اس سے ہاتھ منہ صاف کیے، وہ کہتی ہے کہ مجھے ان سے نفرت سی ہوئی، جب رات ہوئی تو میں سوگئی، میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے جگر میں چولہا جل رہا ہے۔ حضرت سفیانؒ نے اس کی تعبیر فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے بغض رکھنے کے سبب اس کے جگر کو یہ حالت پیش آئی۔

حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو روتا ہوا دیکھا تو میں نے اس پر ریاکاری کا الزام لگادیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں ایک سال تک رونے سے محروم کر دیا گیا۔ (حلیۃ الاولیاء ۵/ ۱۸۳)

حضرت ابراہیم النخعیؒ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی کے اندر قابلِ عیب چیز دیکھتا ہوں تو مجھے اس عیب نا کی سے صرف یہ بات مانع ہوتی ہے کہیں میں خود میں اس میں مبتلا نہ ہوجاؤں۔ (صفۃ الصفوۃ ۳/ ۸۹)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ (ائمہ کرام) فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے بھائی پر کسی ایسے گناہ کی تہمت لگاتا ہے جس گناہ سے اس نے توبہ کرلی ہو تو وہ اس وقت تک فوت نہیں ہوگا جب تک کہ وہ خود اس گناہ میں مبتلا نہیں ہوجاتا۔

علی بن اسحاقؒ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ کرز بن وبرہؒ کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میرا دروازہ بند ہے، پردے لٹکے ہوئے ہیں، میں گزشتہ رات اپنے وظیفہ (عبادت) سے محروم کردیا گیا، جس کا سبب کوئی گناہ ہی ہوسکتا ہے اور وہ کونسا گناہ ہے یہ میں نہیں جانتا۔ (صفۃ الصفوۃ ۳/ ۱۲۲، حلیۃ الاولیاء ۵/ ۷۹)

علی بن عبداللہ الرازیؒ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

سے اس گناہ پر بخشش مانگو جس گناہ کی وجہ سے میری حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخالفت ہوئی۔

مطرف بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ جب مجھ پر کوئی مصیبت نازل ہوئی اور میں نے اس کو بھاری خیال کیا تو میں نے اپنے گناہوں کو یاد کیا تو وہ مصیبت مجھے معمولی معلوم ہونے لگی۔

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک شکاری تھا، جو مچھلیاں شکار کیا کرتا تھا وہ شکار کے لیے جمعہ کے دن جاتا تھا، جمعہ کے دن کی عظمت اسے جانے سے نہیں روکتی تھی، ایک روز وہ گیا تو وہ اپنے خچر سمیت زمین میں دھنس گیا، لوگوں نے اس کو نکالا تو اس کا خچر زمین کے اندر دھنس چکا تھا صرف اس کی دم باہر رہ گئی تھی۔

ھمام بن نافع الحمیریؒ فرماتے ہیں کہ ایک قوم نے نماز کے کھڑے ہو جانے کے بعد امانت کو دور کیا اس قوم کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔

عبدالعزیز بن ابی رواد المکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک قوم سفر میں تھی جب وہ کہیں پڑاؤ ڈالتی تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر اور تعریف نہیں کرتی تھی اور ایک امام پر جمع نہیں ہوتی تھی، اس قوم کی آنکھیں اندھی کر دی گئیں اور ان کو پکارا گیا کہ تمہیں یہ سزا اس لیے دی گئی ہے کہ جب تم کسی جگہ قیام کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی حمد و شکر نہیں کرتے تھے اور ایک امام پر جمع نہیں ہوتے تھے، پھر ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا، توبہ تائب ہوئے اور خوب آہ وزاری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی ان کو لوٹا دی۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ایک قوم ایسے وقت میں سفر پر روانہ ہوئی جب جمعہ کا وقت ہو چکا تھا تو ان کے خیمے آگ سے جلا دیئے گئے اور وہ آگ ایسی نہ تھی جس کو لوگ دیکھتے ہیں۔

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے چند عقوبات مقرر کی ہیں پس تم ان کا خیال رکھو وہ عقوبات کبھی قلوب کی صورت میں اور کبھی ابدان کی صورت میں اور کبھی معاش (روزگار) میں تنگی کی صورت میں اور کبھی عبادت میں کمزوری کے طریقہ سے اور کبھی رزق میں کمی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ (الزھد للامام احمد ۲/ ۳۰۰، ۳۰۱، حلیلۃ الاولیاء ۲/ ۳۶۴)

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ ''اے حاملین قرآن! قرآن نے تمہارے دلوں میں کیا بویا ہے؟ قرآن حکیم تو مومن کے لیے بہار ہے، جیسے بارش زمین کے لیے بہار ہوتی

ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آسمان سے زمین پر بارش برستی ہے اور باغات تک پہنچتی ہے تو اس میں غلہ اگتا ہے، جگہ کا بدبودار ہونا اس کے لہلہانے سے مانع نہیں ہوتا، پس اے حاملین قرآن! قرآن نے تمہارے دلوں میں کیا بویا ہے؟ قرآن کی سورتوں کے قاری اور اس پر عمل کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟ (الزھد للامام احمد بن حنبلؒ ۲/ ۲۹۹، الاولیاء ۲/ ۳۵۹)

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ کسی بندے کو قساوت قلبی سے بڑا عذاب نہیں دیا گیا۔

(الزھد للامام احمد ۲/ ۳۰۰)

حماد بن سلمہؒ فرماتے ہیں کہ لعنت یہ نہیں کہ چہرے پر سیاہی آ جائے بلکہ لعنت یہ ہے کہ انسان ایک گناہ سے نکل کر دوسرے گناہ میں مبتلا ہو جائے۔

حسین بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے کہا کہ عبدالملک بن مروان کہتے ہیں کہ میرا حال یہ ہو گیا ہے کہ میں کسی نیکی کے کرنے پر خوش نہیں ہوتا اور برائی کے ارتکاب پر غمگین بھی نہیں ہوتا۔ حضرت سعید بن المسیبؒ نے فرمایا کہ اس کا دل مردہ ہو گیا ہے۔

وھیب بن الوردؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن ذرؒ، ائمہ متکلمین میں سے تھے، وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی صفت حلم (بردباری) کی وجہ سے خود کو دھوکہ نہ دو اور اللہ کے غضب سے بچو، سنو! اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں:

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ. (الزخرف: ۵۵)

”پس جب انہوں نے ہمیں غضبناک کر دیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا
پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا“ (تفسیر ابن کثیر ۴/ ۱۳۰)

خالد الربعیؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا اس نے کتب پڑھی ہوئی تھیں، وہ اس پر دنیا کا شرف (رتبہ) چاہتا تھا ایک عرصہ تک وہ اسی حال میں رہا یہاں تک کہ وہ عمر رسیدہ ہو گیا، ایک رات وہ اپنے بستر پر بیٹھا اپنے دل میں سوچنے لگا کہ ان لوگوں کو تو معلوم نہیں کہ میں نے کیا کچھ ایجاد کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو جانتے ہیں کہ میں نے کیا کیا بدعات نکالی ہیں؟ میری موت کا وقت بھی اب قریب آ چکا ہے میں توبہ کیوں نہ کر لوں؟

(راوی) کہتے ہیں کہ اس نے توبہ کرلی اور عبادت وریاضت میں انتہا کردی اس نے اپنے گلے میں زنجیر ڈال لی اور اس کو مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا، پھر کہنے لگا کہ میں اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ کی قبولیت مجھے دکھا دے ورنہ میں اسی جگہ پر مرجاؤں گا اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اپنے نبی کو یہ وحی فرمائی کہ اگر تم کوئی گناہ کرتے جو میرے اور تمہارے درمیان ہوتا تو میں تمہاری توبہ کو قبول کرلیتا وہ گناہ خواہ کتنا ہی زیادہ ہوتا لیکن ان لوگوں کا کیا ہوگا جن کو تم گمراہ کرچکے تھے اور میں نے ان کو جہنم میں داخل کردیا ہے؟ پس میں تیری توبہ کو قبول نہیں کروں گا۔

(الزھد للامام احمد ۱/ ۱۸۵)

حضرت جعفر فرماتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینارؒ کو قحط سالی کے دنوں میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جو امت اللہ تعالیٰ کی نظر سے گر جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے بڑوں کو بھوک میں مبتلا کردیتے ہیں۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ ''جب آسمان سے بارش آنا بند ہو جاتی ہے تو حشرات الارض گناہگاروں کے خلاف بددعائیں کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: یہ سب کچھ اولادِ آدم میں سے نافرمان لوگوں کے سبب سے ہے، اللہ کی ان نافرمانوں پر لعنت ہو۔

حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو طویل القامت آدمی بنایا، جیسے وہ کھجور کے لمبے درخت ہوں ان کے سر کے بال بہت زیادہ تھے، جب انہوں نے (ممنوعہ) درخت (کا پھل) چکھا تو ان کا لباس اتر گیا، سب سے پہلے ان کا ستر ظاہر ہوا، جب آدم علیہ السلام نے ستر کی طرف دیکھا تو جنت میں تیز تیز چلنے لگے جس کی وجہ سے جنت کی ٹہنیوں سے ان کے بال اٹک گئے، رحمٰن نے آواز دی کہ اے آدم! کیا مجھ سے بھاگ رہے ہو؟ جب انہوں نے رحمٰن کے کلام کو سنا تو عرض کی کہ پروردگار! نہیں بلکہ مجھے آپ سے حیا آرہی ہے میں اگر توبہ کرلوں اور آپ کی

بارگاہ میں رجوع کرلوں تو کیا جنت کی طرف واپس جاسکوں گا؟ پروردگار نے فرمایا ہاں! اے آدمؑ" (تفسیر ابن کثیر ۲/۲۰۶) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے:

"فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ" (البقرہ: ۳۷)

"پس آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات حاصل کیے پس اس نے ان کی توبہ قبول فرمائی بے شک وہ توبہ قبول کرنے والے رحم کرنے والے ہیں"

ابو یوسف کے بھائی ابو طالبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو آواز دی کہ اے آدم! میں تمہارا کیسا پڑوسی تھا؟ آدم علیہ السلام نے عرض کہ اے میرے آقا! آپ میرے بہت اچھے پڑوسی تھے پروردگار نے فرمایا کہ میرے گھر سے نکل جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان کا تاج اور زیور اتارلیا۔ (الرقۃ و البکاء ص ۲۴۸)

امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم وحواء علیہما السلام کو میرے جوار سے نکال دو کیونکہ ان دونوں نے میری حکم عدولی کی ہے، آدم علیہ السلام روتے ہوئے (اپنی زوجہ) حواء علیہا السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے جوار سے نکلنے کے لیے تیار ہو جاؤ یہ اس معصیت کی پہلی نحوست ہے چنانچہ جبریل علیہ السلام نے ان کے سر سے تاج کو اتارلیا اور میکائیل علیہ السلام نے ان کے ماتھے پر سجے ہوئے تاج کو اتارلیا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر ص ۲۴)

امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جب ٹہنی ان کے ساتھ اٹکی تو آدم علیہ السلام نے گمان کیا کہ انہیں جلد سزا دی گئی ہے پس انہوں نے اپنا سر جھکا لیا اور معافی، معافی کے کلمات دہرانے لگے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے بھاگتے ہو؟ عرض کیا کہ نہیں، بلکہ اے میرے آقا! مجھے آپ سے حیا آرہی ہے۔ (ایضاً)

حضرت وھب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو ان کے آنسو نہیں تھمتے تھے، ساتویں روز اللہ تعالیٰ نے انہیں غمگین حالت میں اور سر کو جھکائے

ہوئے دیکھا تو وحی فرمائی کہ اے آدم علیہ السلام! تم اس قدر پریشان حال اور تکلیف و مشقت میں کیوں ہو؟ آدم علیہ السلام نے کہا کہ میری مصیبت بہت بڑی ہوگئی، میری خطاؤں نے مجھے گھیر لیا، میں اپنے رب کی عزت والی جگہ (جنت) سے نکال دیا گیا، عزت و اکرام کے بعد ذلت کے گھر میں خوش بختی کے بعد بدبختی کے گھر میں، اطمینان وسکون کے بعد تکلیف و مشقت کے گھر میں، عافیت کے بعد مصائب کے گھر میں قرار (والے گھر) کے بعدِ فرار والے گھر میں اور خُلد و بقاء (والے گھر) کے بعد موت و فناء والے گھر میں آ گیا ہوں میں بھلا اپنی خطاؤں پر کیوں نہ آنسو بہاؤں اور میرا دل رنجیدہ کیوں نہ ہو؟ میرے لیے کیسے ممکن ہے کہ میں ایسی معصیت کے ارتکاب پر جرأت اور جسارت کروں؟

اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی فرمائی کہ آدم علیہ السلام! کیا میں نے تمہیں اپنے لیے نہیں بنایا تھا؟ اور اپنے گھر میں جگہ نہیں دی؟ اور کیا میں نے تجھے اپنی مخلوق پر فوقیت نہیں دی؟ اور میں نے تجھے اپنی کرامت (اعزاز) سے نہیں نوازا؟ اور اپنی محبت تجھ پر القاء نہیں کی؟ اور تجھے اپنے غضب سے نہیں ڈرایا؟ کیا میں نے تجھے اپنے دست قدرت سے پیدا نہیں کیا اور اپنی روح تجھ میں نہیں پھونکی اور اپنے فرشتوں سے تجھے سجدہ نہیں کرایا؟ کیا تم میرے اکرام و اعزاز کے وسط میں نہیں تھے اور میری رحمت کے انتہائی مقام میں نہیں تھے؟ پھر تم نے میری حکم عدولی کی میرے عہد کو فراموش کیا، میرے غضب کا نشانہ بنے اور میری وصیت (تاکیدی حکم) کو ضائع کیا پس تم میری نعمت کا کیسے انکار کر سکتے ہو؟ مجھے اپنی عزت کی قسم! اگر میں تیری طرح کے لوگوں سے پوری زمین کو بھر دوں جو دن رات میری عبادت کریں اور مجھے سجدہ کریں اور اس عبادت میں ذرا بھی سست نہ ہوں پھر میری نافرمانی کریں تو میں ان سب کو گنہگاروں اور نافرمانوں کے مقامات میں اتاروں گا، ہاں اگر میری رحمت ان کو گھیر لے تو اور بات ہے۔ (یہ سن کر) آدم علیہ السلام جبل ہند پر تین سو سال تک روتے رہے، ان کے آنسو ان پہاڑوں کی وادیوں میں رواں ہوتے تھے، (راوی کہتے ہیں کہ ان آنسوؤں سے تمہاری دنیا کی یہ خوشبوئیں پیدا ہوئیں[1] (عرائس المجالس ص ۳٦)

---

[1] یہ روایت بھی واضح طور پر اسرائیلی روایات میں سے ہے۔ از محقق

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا تو وہ تین سو سال تک روتے رہے، حتی کہ ان کے آنسوؤں سے سرندیب (پہاڑ) کی وادیاں بھی بہنے لگیں۔ (الرقۃ و البکاء ص ۲۴۰)

حضرت خالد الحذاءؒ فرماتے ہیں کہ میں فارس کی طرف روانہ ہوا تو حضرت حسنؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ان پر تقدیر کے انکار کی تہمت لگائی گئی تھی، میں نے ان سے کہا کہ اے ابوسعید! آدم علیہ السلام زمین کے لیے پیدا کئے گئے تھے یا جنت کے لیے؟ انہوں نے فرمایا کہ اے ابومنازل! یہ بات آپ کے پوچھنے کی نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس کا علم ہو جائے انہوں نے فرمایا کہ انہیں زمین کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر وہ احتیاط کرتے اور اس درخت کا پھل نہ کھاتے تو کیا اچھا ہوتا؟ انہوں نے فرمایا کہ خطا کا ارتکاب تو ان کے مقدر میں ہی تھا۔

داود بن عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دو دینی بھائی تھے، ایک کا نام زیاد اور دوسرا کا سالم تھا۔ (ایک دن) زیاد ان کے پاس آئے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک ان کے پاس بیٹھی تھی، وہ اٹھنے لگی تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ یہ آپ کے چچا زیاد ہیں پھر ان کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے کہ یہ زیاد ہیں جو اون کا لباس پہننے والے ہیں مسلمانو کے کسی بھی امر کی ان پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ پھر چہرے پر کپڑا ڈال کر رونے لگے زیاد نے ان کی بیوی سے پوچھا کہ ان کو (اچانک) کیا ہو گیا؟ اس نے کہا کہ جب سے خلیفہ بنے ہیں ان کا یہی حال ہے؟ پھر (ان کے دوسرے دینی بھائی) سالم آئے تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ اے سالم! مجھے اپنی ہلاکت کا خوف ہے، سالم نے کہا کہ اگر (واقعی) آپ کو خوف ہے تو پھر ناامید نہ ہوں اور ایسا بندہ بن جاؤ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور اپنے فرشتوں کو ان کے سامنے سجدہ ریز کیا اور جنت کو اس کے لیے مباح کیا ایک ہی معصیت پر اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت سے نکال دیا۔ (صفۃ الصفوۃ ۲/ ۱۲۱، سیر اعلام النبلاء ۵/ ۴۵۷)

بغداد کے مشہور شاعر محمود بن حسین الوراقؒ کے چند خوبصورت اشعار ملاحظہ فرمائیے:

یا ناظراً یرنو بعینی راقد و مشاھد الامر غیر مشاھد
مننت نفسک ضلة فابحتھا طرق الرجا و ھن غیر قواصد
تصل الذنوب الی الذنوب و ترتجی درک الجنان بھا و فوز العابد
و نسیت ان اللّٰہ اخرج آدمًا منھا الی الدنیا بذنب واحد

''اے خواب غفلت میں پڑے ہوئے شخص! تو نے نفس کو رجا وامید کی راہیں دکھائیں ہیں حالانکہ وہ راہیں بے مشقت اور آسان نہیں ہیں تم گناہ پر گناہ کیے جا رہے ہو اور امیدوار ہو کر جنت کے درجات اور اس کی کامیابی حاصل ہوگی اور یہ بھول گئے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو صرف ایک گناہ کی پاداش میں جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا تھا''

حضرت فتح بن سعید الموصلیؒ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے! ہم جنتی لوگ تھے جس طرح ان کو پیدا کیا گیا اسی طرح ہمیں بھی پیدا کیا گیا اور ہمیں جنتیوں جیسی غذا (خوراک) دی گئی پھر ہمارے دشمن! ابلیس نے ہمیں (اپنے جال میں) گرفتار کیا اب سوائے غم و پریشانی اور دکھ تکلیف کے کچھ بھی راحت وکشادگی حاصل نہیں ہے یہاں تک کہ ہمیں اس گھر (جنت) میں لوٹا دیا جائے جہاں سے ہمیں نکالا گیا تھا۔

(الرقة و البکاء ص ۲۵۱)

محمد بن المنکدرؒ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام زمین میں چالیس سال اس طرح رہے کہ نہ وہ ہنسے اور نہ (اتنے عرصہ میں) میں ان کے آنسو تھمے پھر حواء علیہا السلام نے کہا کہ ہم فرشتوں کی آواز سننے کے لیے بے تاب ہو گئے ہیں رب سے دعا کرو کہ ہمیں فرشتوں کی آواز سنا دے، آدم علیہ السلام نے کہا کہ میں اپنے فعل کی وجہ سے اپنے رب سے حیا کرتا رہا ہوں کہ آسمان کی طرف اپنا سر بھی اٹھاؤں۔ (الرقة و البکاء ص ۲۴۲)

یزید الرقاشی البصریؒ کہتے ہیں کہ جب جنت کی جدائی پر آدم علیہ السلام کے رونے کا عرصہ طویل ہو گیا تو کسی نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں ایسے گھر میں اپنے رب کے جوار کے محروم ہو جانے پر روتا ہوں جس گھر کی مٹی پاکیزہ ہے اس میں فرشتوں کی آوازیں میں سنتا تھا۔ (ایضاً)

نضر بن اسماعیلؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم! تم نے میری نافرمانی اور ابلیس کی فرماں برداری کی؟ آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ پروردگار! اس نے میرے سامنے آپ کی قسم کھائی کہ وہ میری خیر خواہی کرنے والا ہے اور میں نے سمجھا کہ آپ کی جھوٹی قسم تو کوئی بھی نہیں کھا سکتا۔ (الرقة و البکاء ص ۲۳۹)

حضرت نوح علیہ السلام

وھیب بن الورد القرشیؒ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام پر ان کے بیٹے کے متعلق سرزنش فرمائی اور فرمایا کہ: اِنِّیٓ اَعِظُکَ اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰھِلِیۡنَ۔(ھود: ۴۶) ''میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں تم نادانوں میں سے نہ ہو جاؤ'' تو اس پر نوح علیہ السلام تین سو سال تک روتے رہے یہاں تک کہ رونے کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے نیچے کی جگہ گڑھے پڑ گئے۔ (الرقة و البکاء ص ۲۵۵)

حضرت ھود علیہ السلام

یحیی بن یعلیؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت قوم نے بت پرستی کھلم کھلا شروع کر دی تو حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف اپنا پیغمبر اور نگران بنا کر بھیجا ہے کہ پس تم اسکی اطاعت بجالاؤ، اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرماں بردار اپنی اطاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو حاصل کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا نافرمان اپنی نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو اپنے لیے حاصل کرے گا اور تم زمین والوں میں سے ہو اور زمین کو آسمان کی احتیاج ہوتی ہے، جب کہ آسمان اس سے مستغنی ہے پس تم اس کی اطاعت کرو گے تو اپنی زندگی کو خوشگوار بنا لو گے اور بعد والی زندگی میں امن پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے وسیع و کشادہ زمین بھی تنگ ہو جاتی ہے۔

قومِ عاد کی سزا

امام مجاہد بن جبر المکیؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس ہوا (آندھی) سے قوم عاد کو ہلاک کیا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے صرف انگوٹھی کے برابر کھولی تھی (ظاہر کی تھی)۔ (راوی) کہتے ہیں کہ ''وہ آندھی بادیہ نشینوں کے کے پاس سے گزری تو ان کے مال مویشی اٹھا کر زمین و آسمان کے درمیان معلق کر دیئے پھر جب قوم عاد کے شہری لوگوں نے اس آندھی کو اور اس میں موجود چیزوں کو دیکھا تو کہنے لگے:

''هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا'' (الاحقاف: ۲۴)

''یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا''

(راوی) کہتے ہیں کہ پھر اس ہوا (آندھی) نے ان بادیہ نشین لوگوں اور ان کے مال و مویشی کو ان شہری لوگوں پر پھینک دیا۔ (المعجم الکبیر ۱۲/ ۴۲، مجمع الزوائد ۷/ ۱۱۶)

حضرت آدم علیہ السلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام نے شجر ممنوعہ میں سے کھایا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے میری نافرمانی پر آمادہ کیا؟ آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پروردگار! حواء علیہا السلام نے میرے سامنے اس کو خوشنما بنا کر پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس (حواء) کو اس کی سزا یہ دیتا ہوں کہ اب وہ حمل بھی تکلیف سے اٹھائے گی اور وضع حمل بھی تکلیف و مشقت سے ہوگا اور مہینے میں دو مرتبہ اس کو خون آئے گا۔ جب حواء علیہا السلام نے یہ بات سنی تو بہت رونے لگی، اللہ نے فرمایا کہ تجھ پر اور تیری بنات پر رونا لازم ہے[1] (تفسیر ابن کثیر ۲/ ۲۰۶، الرقۃ و البکاء ص ۲۳۸)

سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو انہوں نے زمین سے کہا کہ اے زمین! مجھے کچھ کھلاؤ! زمین نے کہا کہ خبردار! خدا کی قسم! میں تجھے ایسے کام کے بغیر کچھ نہ کھلاؤں گی جس کام سے تجھے پسینے آجائیں۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ ہبوطِ آدم کے بعد آدم علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ زیتون کے ساتھ روٹی ہرگز نہ کھائیں گے جب تک کہ موت کی طرح کا (مشقت آمیز)

---

[1] اصل نسخہ میں اسی طرح مذکور ہے لیکن یہ جملہ تفسیر ابن کثیر میں موجود نہیں ہے۔

کا کام نہ کرلیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام (دن بھر) اپنے کھیت میں کام کرتے رہے مغرب کے وقت واپس ہوئے تو پسینہ سے شرابور تھے، پھر چہرے سے پسینہ پونچھنے لگے اور آواز دی کہ اے حواء! یہ سزا ہے اس شخص کی جس نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ۴/ ۲۸۲)

رقبہ بن مسقلہؒ فرماتے ہیں کہ میرا گزر ایک دھوبی کے پاس سے ہوا وہ شدید سردی کے دن کپڑوں کو نچوڑ رہا تھا میں نے پوچھا کہ اس شجرہ ممنوعہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا کہ کاش کہ وہ درخت پیدا ہی نہ کیا جاتا میں نے اس سے زیادہ حاضر جواب کسی کو نہیں دیکھا۔

عبدالرحمٰن بن زبید ایامیؒ ذکر کرتے ہیں کہ طلحہ بن مصرفؒ نے ایک مضروب آدمی کو دیکھا تو رو پڑے اور فرمایا کہ یہ اسی درخت کا پھل کھانے کی نحوست میں سے ہے جسے آدم علیہ السلام نے کھایا تھا۔

عبداللہ بن مرزوقؒ فرماتے ہیں کہ اس درخت کا پھل کھانے کے سبب ہمیں بہت تکالیف آئیں پھر رونے لگے۔

حضرت عمر بن ذرؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے لقمے کھانے والے کو طویل بھوک میں ڈالتے ہیں پھر فرمایا کہ اولاد آدم علیہ السلام میں سے اہل جہنم کے لیے ہلاکت ہے اور ایسا ان کے باپ کے شجرہ ممنوعہ کو کھانے کے سبب ہوا۔

ابوعبداللہؒ کہتے ہیں کہ حضرت اویس القرنیؒ کا شدید سردی کے دن ایک دھوبی کے پاس سے گذر ہوا وہ دھوبی پانی کے اندر کھڑا تھا، حضرت اویس قرنیؒ اس پر ترس کھاتے ہوئے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو دیکھو بیچارہ کس حال میں ہے۔ دھوبی نے ان سے کہا کہ اے اویس! کاش کہ وہ درخت پیدا ہی نہ ہوتا۔

ھود علیہ السلام کی قوم عاد:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (فَلَمَّا رَءَ وْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ) کی تفسیر ابر آلود بادل سے کی ہے۔

حضرت ھود علیہ السلام نے فرمایا:

بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ. (الاحقاف: ۲۴)

''بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ جلدی کرتے تھے تم اس کے ساتھ ہوا ہے بیچ اس کے عذاب ہے درد دینے والا''

انہوں نے اپنے سامان اور مال مویشیوں کو پرندے پروں کی طرح ہوا میں اڑتے ہوئے جب دیکھا تو گھروں کے اندر جا گھسے دروازے بند کر دیئے ہوا آئی اور دروازوں کے پرخچے اڑا دیئے مکانات ریت کا ڈھیر بن گئے۔ وہ اس کے نیچے دب کر رہ گئے:

سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا. (الحاقۃ: ۷)

''سات رات اور آٹھ دن جڑ کاٹنے والی''

اٹھ دن کے بعد ہوا کو حکم ہوا کہ ریت کو ان کے اوپر سے ہٹا دے، اور ان کو دریا میں پھینک دے ارشاد باری ہے:

فَاَصْبَحُوْا لَايُرٰىٓ اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ. (الاحقاف: ۲۵)

''پس ہو گئے کہ نہ دیکھائی دیتے تھے مگر گھر ان کے''

محمد بن اسحاق سے روایت ہے، کہا جاتا ہے کہ اس عذاب شدید کی آمد کو سب سے پہلے قوم عاد کی ایک عورت نے دیکھا ''معھد'' اس کا نام تھا، اس منظر کو دیکھ کر چیخ اٹھی اور بے ہوش ہو گئی، جب ہوش میں آئی تو اس سے پوچھا گیا، تم نے کیا دیکھا؟ کہنے لگی آگ کے بگولے کی طرح ہوا دیکھی اس کے آگے چند مرد تھے اس کو کھینچ رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے آٹھ دن اور سات راتیں مسلسل ہوا کو ان پر مسلط کئے رکھا، سب کے سب ہلاک ہو گئے، حضرت ھود علیہ السلام اور آپ کے ماننے والے ایک مکان میں علیحدہ بیٹھے رہے ہوا نے ان کو گزند نہیں پہنچایا بلکہ ان کو فرحت اور قوم عاد پر سنگ باری بھی کرتی رہی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ھودؑ کی نجات کو اس آیتِ کریمہ میں بیان فرمایا ہے:

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْداً وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ. (هود: ۵۸)

السدی سے روایت ہے قومِ عاد یمن کے لوگ تھے، ریتلی زمین میں آباد تھے ھود علیہ السلام ان کی طرف مبعوث ہوئے دین کی طرف دعوت دی وعظ ونصیحت کرتے رہے، مگر قوم ان کو جھٹلاتی رہی ماننے سے انکار کیا، اور کہا: عذاب لاکر دکھا، ھود علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری حالت سے اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے۔

جب انہوں نے حضرت ھود علیہ السلام کی بات ماننے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے باران رحمت کو بند کر کے ان کو قحط میں مبتلا کیا جس سے وہ شدید مشکلات کا شکار ہو گئے، اس پر مستزاد یہ کہ حضرت ھود علیہ السلام نے ان کے لئے بددعائی کی، اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت تند و تیز ضرر رساں ہوا کو مسلط کیا دور سے ہوا چلتی ہوئی دیکھ کر کہنے لگے:

هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا. (الاحقاف: ۲۴)

''یہ بادل ہے مینہ برسانے والا ہم کو''

جب وہ قریب آ گئی تو ان کے مال مویشیوں اور کجاووں کو اڑانے لگی گھبرا گئے، تیزی کے ساتھ بھاگتے ہوئے اپنے گھروں میں داخل ہوئے، ادھر سے ہوا نے ان کا پیچھا کیا۔ گھروں تک پہنچ گئی، اور گھروں کے اندر ان کو ہلاک کر ڈالا پھر ان کو گھروں سے باہر پھینک دیا ارشاد باری ہے:

فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ. (القمر: ۱۹)

''بیچ دن نحس کے ہمیشہ چلے گی نحوست اس کی''

ایک جگہ ارشاد ہے:

سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى.

(الحاقة: ۷)

''سات رات اور آٹھ دن جڑ کاٹنے والی پس دیکھتا تو اس قوم کو بیچ

اس کے گری ہوئی''

كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ. (القمر: ۲۰)

''گویا کہ وہ تنے ہیں کھجور جڑ سے کٹی ہوئی کے''

جب وہ ہلاک ہو گئے تو ہوا نے ان کو باہر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے کالے رنگ کے پرندے بھیجے پرندوں نے ان کو اٹھا کر دریا میں پھینک دیا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس کو بیان فرمایا:

لَا يُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ. (الاحقاف: ۲۵)

''نہ دیکھائی دیتے تھے مگر گھر ان کے''

ہوا کو تند و تیز چلتی ہوئی دیکھ کر گھروں کی طرف بھاگ نکلے راستے میں بڑے بڑے سانپ بھی سامنے آتے دیکھے۔

ہوا کی شدت اتنی سخت تھی کہ ڈولی میں عورت کو بھی اٹھا لیتی، اونٹ بیل، گائے اور دوسرے جانوروں کو پروں کی طرح ہوا میں اڑا دیتی اور لوگوں کو بھی اٹھائی اور ہوا آپس میں ان کو ٹکراتی۔

قوم عاد کا کوئی فرد جہاں بھی ہو اس کو اٹھا کر پٹخے دیتی دوسرے لوگوں کے اندر قوم عاد کا کوئی شخص موجود ہو تو ہوا صرف اسی کو اٹھا کر لے جاتی۔

آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ ہے:

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ. (الحاقه: ۶)

''اور جو تھے عاد پس ہلاک کیے گئے ساتھ بادِ تند حد سے نکل جانے والی کے''

مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قوم عاد میں سے ایک عورت بچ نکل گئی اس سے پوچھا گیا کون سا عذاب زیادہ شدید تھا؟ کہنے لگی: اللہ تعالیٰ کا ہر عذاب شدید ہوتا ہے۔ پر سکون رات وہ ہوتی جس میں ہوا نہ چلتی، واللہ میں نے دیکھا کہ ہوا نے اونٹوں کے قافلے کو زمین و آسمان کے درمیان اٹھایا ہوا ہے۔

قوم ثمود:

حضرت ابوالطفیل کہتے ہیں: قوم ثمود نے جب حضرت صالح علیہ السلام سے کہا:

فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ. (الاعراف: ۷۰)

"پس لے آ ہمارے پاس جو کچھ کہ وعدہ دیتا ہے تو ہم کو اگر ہے تو سچوں سے"

تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو ایک ٹیلہ دکھایا، جسمیں سے ایک اونٹنی نکل آئی صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا:

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. (الاعراف: ۷۳)

"یہ ہے اونٹنی اللہ کے واسطے تمہارے نشانی پس چھوڑ دو اس کو کھاوے بیچ زمین اللہ کے اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو ساتھ برائی کے پس پکڑے گا تم کو عذاب درد دینے والا"

حضرت صالح علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا:

لَهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ. (الشعراء: ۱۵۵)

"واسطے اس کے پانی پینا ہے ایک دن معلوم کا"

مگر قوم نے اونٹنی کو ذبح کر ڈالا:

"فَعَقَرُوْهَا" (الشعراء: ۱۵۷)

"پس پاؤں کاٹے اس کے"

عبدالعزیز بن رفیع الاسدی[1] نے کہا ہے، صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا: عذاب آکر رہے گا اس کے آنے کی علامت یہ ہوگی، پہلے دن صبح اٹھو گے تو تمہارے چہرے پیلے پڑ جائیں گے، دوسرے دن اٹھو گے تو چہروں کی رنگت سرخ ہو جائیگی اور تیسرے دن کالے سیاہ ہوں گے، پھر عذاب الٰہی آ گھیرے گا۔

---

[1] نام عبدالعزیز بن رفیع الاسدی المکی، کنیت ابوعبداللہ، ثقہ راوی ہیں، ۱۳۰ھ میں وفات پائی، تقریب: ۳۵۷

اس کے بعد قوم نے حنوط لگا کر عذاب کے لئے تیار ہو گئے۔

یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاجنس سے روایت ہے، قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے معجزے کا مطالبہ کیا تو صالح علیہ السلام نے چٹان کی طرف دیکھنے کو کہا: قوم نے دیکھا چٹان نے اونٹنی کے بچہ جننے کی طرح بچہ جنا، پہلے ٹیلے پر ایک حرکت طاری ہوگئی، پھر پھٹ گئی۔ اونٹنی اس میں سے باہر آ گئی جو بالکل صحیح سالم اونٹنی تھی۔

اس عظیم معجزے کو دیکھ کر ان میں سے بعض ایمان سے مشرف ہوئے اور بعض نے اب بھی ماننے سے انکار کیا۔ (تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۲۲۸)

محمد بن اسحاق نے کہا: اونٹنی کو انہوں نے بدھ کے دن ذبح کر دیا، اور صالح علیہ السلام سے کہا بتاؤ عذاب کب آئے گا؟ صالح علیہ السلام نے فرمایا: صبح جمعرات کے دن جب اٹھو گے تو تمہارے چہروں کا رنگ پیلا پڑ جائے گا۔ اور جمعہ کی صبح اٹھو گے تو چہرے سرخ ہو چکے ہوں گے اور ہفتہ کے دن دیکھو گے تمہارے چہرے کالے سیاہ ہوں گے اور اتوار کی صبح عذاب سے دو چار ہو جاؤ گے، صالح علیہ السلام کی پیش گوئی کو سن کر ان افراد نے آپس میں مشورہ کیا جنہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا تھا کہ آؤ صالح علیہ السلام کو قتل کریں گے اگر واقعۃً وہ اپنے قول میں سچا ہے تو مرنے سے پہلے اس کو قتل کر کے بدلہ لیں گے اور اگر جھوٹ بول رہا ہے تو اس کو اس کی اونٹنی کی جگہ پر پہنچائیں گے، ایک دن صالح علیہ السلام کو قتل کے ارادے سے آئے، گھر کے قریب پہنچے تو فرشتوں نے ان پر سنگ باری کی ان کے بھیجے نکال چھوڑے، جب واپس گھروں کو نہیں گئے تو ساتھیوں کو فکر لاحق ہوگئی۔ آ کر دیکھا کہ وہ مرے پڑے ہیں اور پتھر برسا کر ان کے سر پھوڑ دیئے گئے ہیں۔ تو کہنے لگے، صالح نے ان کو قتل کر دیا ہے صالح علیہ السلام کے پاس آ گئے، کہنے لگے: صالح! ان کو تم نے قتل کیا ہے، ہم تمہیں قتل کر دیں گے، پھر صالح علیہ السلام کو قتل کرنے پر تل گئے۔ حضرت صالح علیہ السلام کے قبیلے والوں نے کہا: واللہ! ہم نہیں قتل کرنے دیں گے انہوں نے تم سے ایک وعدہ کیا ہے کہ فلاں وقت میں عذاب آئے گا اگر وہ اس قول میں سچا ہے تو تم ان کو قتل کر کے مزید اپنے رب کو ناراض مت کرو، ہاں اگر وقت مقرر پر عذاب نہیں آیا تو پھر جو مرضی کرو۔

مفسرین کے بیان کے مطابق ان افراد کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے جن فرشتوں نے سنگ باری کی تھی:

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْاَرْضِ وَلاَ يُصْلِحُونَ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَاشَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصَادِقُوْنَ ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَايَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

(النمل: ۴۸ تا ۵۲)

''اور تھے بیچ شہر کے نو شخص فساد کرتے تھے بیچ زمین کے اور نہ اصلاح کرتے تھے کہا انہوں نے کہ قسم کھاؤ آپس میں ساتھ اللہ کے البتہ شب خون ماریں گے ہم اس کو اور اس کے گھر والوں کو پھر البتہ کہیں گے ہم واسطے وارثوں اس کے کہ نہ حاضر تھے ہم وقت ہلاکت اس کے اور ہم البتہ سچے ہیں۔ مکر کیا انہوں نے ایک مکر، مکر کیا ہم نے بھی ایک مکر اور وہ نہیں جانتے تھے پس دیکھ کیونکر ہوا آخر کام مکر ان کے کا یہ کہ ہلاک کیا ہم نے ان کو اور قوم ان کی کو سب کو پس یہ ہیں گھر ان کے خالی بسبب اس کے کہ ظلم کیا تھا انہوں نے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے جانتے ہیں''

جس رات حضرت صالح علیہ السلام کے پاس سے گئے اسی صبح ان کے رنگ پیلے پڑ گئے عذاب کا یقین ہو گیا، صالح علیہ السلام قول کی سچائی نظر آئی۔

(تفسیر ابن کثیر: ۲ص ۳۲۹، کامل ابن اثیر ص ۵۱/۱)

معاویہ بن قرہ[1] نے فرمایا: صالح علیہ السلام نے جب ان سے عذاب کا ذکر کیا اور

---

[1] یہ تابعی ہیں، صحابہ کی بڑی جماعت سے روایت کی ہے اور ان سے بھی بڑے بڑے محدثین نے روایت کی ہے۔ جنگ جمل کے موقع پر ان کی پیدائش ہوئی ۱۱۳ھ چھیانوے سال کی عمر میں وفات پائی (تہذیب الکمال: ۹۹/۷)

فرمایا: تیسرے دن عذاب تم پر مسلط ہوگا، اس کی نشانی یہ ہوگی کہ تمہارے چہرے سیاہ ہوں گے، تو وہ عذاب کے استقبال کا انتظار کیا، تیل لگائے، بچوں سے گلوگیر ہوگئے، پھر کھڑے ہو کر چیخنے چلانے لگے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے، صبح ہوئی تو عذاب ان پر مسلط ہوگیا۔ ارشاد ربانی ہے:

فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ. (ھود: ۶۷۔۶۱)

''پس فجر وہ تھے بیچ گھروں اپنے کے زانو پر گرے ہوئے گویا کہ نہ بسے تھے بیچ ان کے خبردار ہو تحقیق ثمود نے کفر کیا تھا ساتھ اپنے رب کے خبردار ہو لعنت ہو جیو ثمود کو''

اسدی سے روایت ہے: اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کو مذبوح دیکھ کر جب آواز دی اے میرے رب! اے میرے رب! میری ماں؟ تو عذاب الٰہی ان پر مسلط ہوگیا۔ (کامل ابن اثیر: ۱ ص ۵)

ابو مالک نے کہا: تیسرے دن عذاب سے دوچار ہوئے اور کھڑے ہو کر رو رہے تھے ایک دوسرے کے ساتھ چمٹ رہے تھے کہ عذاب نے ان کو ریت کا ڈھیر بنا کر رکھ دیا۔

فرمان باری ہے:

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا.

(ھود: ۶۶)

''پس جب آیا حکم ہمارا نجات دی ہم نے صالح کو اور ان کو کہ ایمان لائے ساتھ اس کے ساتھ اپنی رحمت کے اپنی طرف سے''

محمد بن ابی کبشہ الانماریؒ کہتے ہیں: غزوۂ تبوک کے موقع بعض حضرات حجر کے مقام پر پہنچ کر تیزی کے ساتھ اصحاب حجر (جن پر عذاب آیا تھا) کے علاقے میں داخل ہوگئے رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی اذان دینے کا حکم دیا آواز لگائی گئی جماعت تیار ہے میں نے دیکھا آپ اپنے اونٹ کی نکیل پکڑ کر کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں:

''علام تدخلون علی قوم غضب اللہ علیهم''

''لوگوں کو کیا ہوا کہ ایسے لوگوں کے علاقے میں داخل ہورہے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے''

ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اس سے ہمیں تعجب ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

الا اخبرکم بما هوا عجب؟ رجل منکم یخبرکم بما کان قبلکم، و ماکان بعد کم، استقیموا وسد دوا فان اللّٰه لا یعبأ بعذ ابکم شیئأ و سیاتی اللّٰه بقوم لایدفعون عن انفسهم شیئاً'' (مسند احمد: ۲۸۳۴)

''اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں؟ تم میں سے ایک شخص تم سے اگلے پچھلے باتوں کی خبر دیتا ہے۔ استقامت اختیار کرو، اور سیدھے ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب دینے کی چیز کی پرواہ نہیں کرتا۔ اللہ عن قریب ایک ایسی قوم کو لائے گا اپنے سے کسی چیز کو بھی دفع نہیں کر سکتے''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے اصحاب حجر کے بارے میں ارشاد فرمایا:

لا تدخلوا علی هؤلاء القوم المعذبین الاان تکونوا باکین، فان لم تکونوا باکین فلا تدخلوا علیهم ان یصیبکم مثلما اصابهم. (البخاری کتاب التفسیر، سورة الحجر)

''اس معذب قوم پر مت داخل ہو مگر روتے ہوئے، اگر رو نہیں سکتے تو داخل ہی مت ہو مبادا کے ان کی طرح تم بھی عذاب میں مبتلا کئے جاؤ''

ھشام بن الغاز نے کہا: ایک مرتبہ ہمارا گذر وادی ثمود کے پاس سے ہوا حضرت مکحول بھی ہمارے ساتھ تھے مکحول اس میں داخل ہو گئے ہم بھی ان کے ساتھ اس میں داخل ہو گئے، مکحول پر گریہ طاری ہو گیا، حتی کہ ان کے ہچکیاں بند گئیں، ہم نے کہا: آپ اتنے زیادہ روئے؟ فرمایا: اس میں داخل ہونا مکروہ ہے، الا یہ کہ روتے ہوئے اس میں داخل ہو۔

اسعدی سے روایت ہے: حضور ﷺ وادی ثمود سے گذرتے ہوئے فرمایا:

"اخرجوا، اخرجوا، فانه وادی ملعون لقد خشیت ان لاتخرجوا حتی یصیبکم کذا و کذ"

(المطالب العالیه: ۳/ ۲۷۱)

"جلدی جلدی نکل جاؤ، کیوں کہ یہ لعنت زدہ وادی ہے نہ نکلو گے تو اندیشہ ہے تم پر بھی عذاب نازل ہو"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوہ تبوک کے موقع پر اس وادی سے گذرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یایها الناس، انکم بواد ملعون فاسرعوا.

"لوگو! اس وقت تم ملعون وادی کے اندر ہو جلدی جلدی نکلنے کی کوشش کرو"

اور فرمایا:

من کان اعتجن فلیضفر بها لغیره ومن کان طبخ قدرا افلیکفأها. (مجمع الزوائد: ۶/ ۱۹۶، طبرانی: ۷/۱۳۶)

"جس نے اس وادی کے پانی سے آٹا گوندھا ہو وہ اس کو گرادے، جس نے اس سے ہانڈی پکائی ہے اس کو بھی گرادے"

عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے: انہوں نے حضور ﷺ کو دوران خطبہ ثمود کی اونٹنی کے متعلق ارشاد فرمایا:

اِذِ انۢبَعَثَ اَشۡقٰهَا. (الشمس:۱۲)

"جب اٹھا بڑا بد بخت ان کا"

انبعث لها رجل عارم عزیز منیع فی قومه مثل ابی زمعة.

(البخاری کتاب التفسیر)

"اونٹ کو ذبح کرنے کے لئے ایک بدخواور ابوزمعہ کی طرح طاقتور شخص تیار ہو گیا"

محمد بن اسحاق کہتا ہے: قوم ثمود کی آبادی ''حجر'' سے لیکر ''مدح'' تک پھیلی ہوئی تھی اس کو وادی قری بھی کہا جاتا ہے حجاز و شام کے درمیان واقع ہے شام سے اٹھائیس میل کے فاصلے پر واقع ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی طرف پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا۔ حضرت صالح علیہ السلام نو جوان تھے، جوانی سے بڑھاپے تک ان کو دعوت الی اللہ دیتے رہے، چند کمزور لوگوں نے سواء کسی نے بھی ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

(الکامل: ۵۰/۱)

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کی طرف جاتے ہوئے مقام حجر (ثمود کی جگہ) سے گذرتے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا:

یا یها الناس لا تسألوا نبیکم عن الأیات، هؤلاء قوم صالح سألوا نبیهم ان یبعث لهم آیة فبعث (الله) لهم الناقة، فکان ترد من هذا الفجّ فتشرب ماء هم یوم ورودها و یحتلبون من لبنها مثل الذی کانت ترتوی من مائهم یوم غیرها، و کانت تصدر من هذا الفجّ فعتوا عن امر ربهم فعقروها، فوعد هم الله ثلاثة ایام، و کان و عیدًا غیر مکذوب و جاء تهم الصیحة، فاهلک الله من کان تحت مشارق الارض و مغاربها الارجل کان فی حرم الله منعه حرم الله من عذاب الله.

''اے لوگو! تم اپنے نبی سے معجزے کا مطالبہ نہ کرو۔ یہ دیکھو صالح کی قوم نے اپنے نبی سے معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک اونٹنی بھیجی وہ اس گھاٹی سے نکلی تھی وہ ان کے پانی کو پیتی تھی ایک دن اس کے لئے پانی پینے کی باری تھی۔ دوسرے دن جب یہ اونٹنی اس پانی سے سیراب ہوتی تو وہ اس کا دودھ دھو کر استعمال کرتے وہ اونٹنی اس گھاٹی کی طرف آتی ان لوگوں نے حکم

الٰہی کی نافرمانی کر کے اس کو ذبح کر ڈالا اللہ تعالیٰ نے تین دن بعد عذاب کی وعید سنائی اور یہ یقینی وعید تھی تو اللہ تعالیٰ نے ایک زبردست چیخ بھیجی جو قوم عاد کو جہاں کہیں بھی ہو مشرق میں یا مغرب میں، سب کے سب کو ہلاک کر دیا مگر ان میں سے ایک شخص حرم میں ہونے کی وجہ سے بچ گیا''

قوم لوط

حضرت کعب الاحبار کہتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام روزانہ سدوم (لوط علیہ السلام کا علاقہ) کے قریب تشریف لے جاتے اور ان کو کہتے اے اہل سدوم تمہارے لئے ہلاکت ہو گی تم کیا کر رہے ہو۔ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ گئے ان کو بچے کی خوشخبری سنائی، ابراہیم علیہ السلام نے فوراً جا کر ان کے لئے بچھڑا بھن کر پیش کیا۔ مگر انہوں نے اس کو کھانے کی طرف توجہ نہ دی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام خوف زدہ سے ہو گئے تو انہوں نے کہا۔ ہم فرشتے ہیں تجھے بچے کی خوشخبری سنانے کے لئے آئے ہیں پاس ان کی اہلیہ کھڑی تھیں وہ اس بڑھاپے کی حالت میں بچے کا سن کر تعجب سے ہنسنے لگی فرشتوں نے قوم لوط کی بستی کو الٹا دینے کی بات بھی کی تو ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کلام کیا انہوں نے کہا۔ ابراہیم چھوڑیئے ان کو۔ اس واقعہ کو قرآن کریم نے ان الفاظ سے ذکر فرمایا ہے:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ وَّامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ

عَجِیْبٌ قَالُوْا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌO (ھود: ۶۹۔ ۸۳)

''البتہ تحقیق آئے بھیجے ہوئے ہمارے ابراہیم کے پاس ساتھ خوشخبری کے کہنے لگے کہ سلام بھیجتے ہیں ہم کہا سلام ہے پس نہیں دیر کی کہ لے آیا گائے کا بچہ تلا ہوا پس جب دیکھے ہاتھ ان کے کہ نہیں پہنچتے طرف اس کی انجان ہوا ان سے اور جی میں چھپایا ان سے ڈر کر کہا انہوں نے مت ڈر تحقیق ہم بھیجے گئے ہیں طرف قوم لوط کی اور بی بی اس کی کھڑی تھی پس ہنسی پس بشارت دی ہم نے اس کو ساتھ اسحٰق کے اور پیچھے اسحٰق کے یعقوب کی کہا اے وائے مجھ کو کیا جنوں گی میں اور میں بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا بوڑھا ہے تحقیق یہ بات ہے تعجب کی کہا انہوں نے کہا تعجب کرتی ہے تو حکم خدا سے رحمت ہے اللہ کی اور برکتیں اس کی اوپر تمہارے اے اس گھر والو تحقیق وہ تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ جو کچھ پہنچا ہے ان کو تحقیق وقت وعدہ ان کے کا صبح ہے کیا نہیں صبح نزدیک''

ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ساتھ لوط علیہ السلام کی قوم کے بارے میں گفتگو کی انہوں نے کہا:

یَاۤاِبْرَاھِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا. (ھود: ۷۶)

''اے ابراہیم منہ پھیرے اس بات سے''

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِھِمْ. (ھود: ۷۷)

''اے پیچھے ہوئے ہمارے لوط کے پاس ناخوش ہوا ساتھ ان کے''

پھر مہمانوں کو اپنے گھر لے گئے، ان کی بیوی نے انہیں دیکھ کر قوم والوں کو اس قسم کے مہمانوں کے آمد کی خبر دی، تو قوم بھاگتی ہوئی آئی:

وَجَآءَہٗ قَوْمُہٗ یُھْرَعُوْنَ اِلَیْہِ.

''اور آئی اس ک پاس اس کی قوم دوڑتی ہوئی طرف اس کی''

تو حضرت لوط علیہ السلام نے قوم سے کہا:

قَالَ یٰقَوْمِ ھٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ ھُنَّ اَطْھَرُ لَکُمْ...... اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ o قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنَاتِکَ مِنْ حَقٍّ وَ اِنَّکَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ" (ھود: ۷۹)

"کہا اے قوم میری یہ ہیں بیٹیاں میری وہ بہت پاکیزہ ہیں واسطے تمہارے کیا نہیں تم میں سے مرد اچھا کہا انہوں نے البتہ تحقیق جانتا ہے تو کہ نہیں واسطے ہمارے بیچ بیٹیوں تمہاری کے کچھ حق اور تحقیق تو جانتا ہے جو کچھ ارادہ کرتے ہیں ہم"

ابو عمران نے کہا: حضرت لوط علیہ السلام نے مہمانوں کو گھر کے اندر بٹھا دیا۔ اور خود گھر کے دروازے پر بیٹھ گئے، اور فرمایا:

لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ.

"کاش کہ ہوتا واسطے میرے ساتھ تمہارے زور یا جگہ پکڑتا میں طرف قلعہ محکم کی"

فرشتوں نے دیکھا کہ ان کی وجہ سے لوط علیہ السلام مشکلات میں پڑ گئے، کہنے لگے:

قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْکَ فَاَسْرِ بِاَھْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَکَ اِنَّہٗ مُصِیْبُھَا مَآ اَصَابَھُمْ اِنَّ مَوْعِدَھُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ. (تفسیر ابن کثیر ۲ ص ۴۵۱)

"کہا ان مہمانوں نے اے لوط تحقیق ہم بھیجے ہوئے ہیں رب تیرے کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے طرف تیری پس لے جا لوگوں کو اپنے کو ایک ٹکڑے رات کے سے اور نہ منہ پیچھے پھیرے تم میں سے کوئی مگر بیوی تیری تحقیق وہ پہنچنے والا ہے اس کو ان کے وعدے کا وقت صبح کا ہے کیا صبح قریب نہیں ہے"

اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام باہر نکلے اور اپنے پر سے ان کو ایک ضرب لگائی جس سے نہ صرف سب کی بینائی ختم ہوگئی بلکہ آنکھوں کے نشانات تک ختم ہو گئے بالکل چہرے کی طرح ہوگئیں پھر جبریل نے ان کی بستی کو آسمان کی طرف اتنا اٹھا دیا کہ ان کے کتوں کے بھونکنے اور مرغوں کے بولنے کی آواز آسمان والوں نے سن لی، پھر الٹا کر زمین پر پٹخ دیا۔

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ.

''برسائے ہم نے اوپر اس کے پتھر کنگھر سے''

اس بستی سے متعلق تمام لوگ ہلاک ہو گئے چرواہوں اور مسافروں تک ختم ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوط علیہ السلام نے مہمانوں کو گھر میں بٹھا کر دروازہ بند کر دیا قوم کے لوگ آئے، دروازے کو توڑ کر اندر داخل ہوئے جبرئیل علیہ السلام نے ان کی آنکھوں پر پر مار دیا۔ جس سے سب کی بینائی ختم ہوگئی لوگوں نے لوط علیہ السلام سے کہا: اے لوط! تم نے ہم پر جادو کیا سخت انجام کی دھمکیاں دینے لگے۔ اس سے لوط علیہ السلام کے اندر خوف کا احساس سا ہوگیا:

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً.

دل میں خیال پیدا ہوا۔ یہ مہمان تو چلے جائیں گے میں اکیلا رہ جاؤں گا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ڈرو مت:

''اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ''۔ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ. (ھود: ۸۱)

''تحقیق ہم بھیجے ہوئے تیرے رب کے۔ کیا نہیں صبح نزدیک''

پھر اسی پوری بستی کو آسمان تک اٹھا کر پلٹ دیا۔

السدی نے کہا: جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پر سے زمین کو چیر دیا اور بستی کو مع بستی والوں کے آسمان تک اٹھا دیا۔ حتی کہ آسمان والوں نے ان کے مرغوں کی آواز اور کتوں کے شور تک کو سنا۔ پھر اس کو الٹا کر پٹخ دیا۔ اسی طرف اشارہ ہے اس آیت میں:

وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى. (النجم: ۵۳)

''اور الٹائی ہوئی بستیوں کو دے مارا''

اس قوم کا کوئی فرد کسی بھی شہر میں تھا وہ بھی ہلاک ہو گیا کیونکہ ان پر سنگ باری بھی ہوئی اور لوط علیہ السلام کا کوئی فرد لوگوں کے مجمع میں ہوتا اس تک پتھر پہنچ جاتا وہیں وہ ہلاک ہو جاتا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ. (هود ۸۲)

''برسائے ہم اوپر اس کے پتھر کھنگر سے''

لوط علیہ السلام کی بیوی نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کو پتھر لگ گیا، ہلاک ہو گئی کیونکہ حکم یہ ہوا تھا بستی سے نکلتے وقت کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے فرشتوں کو جب بھیجا گیا تو ان کو حکم دیا کہ وہ قوم کے خلاف لوط علیہ السلام تین مرتبہ گواہی دینے کے بعد ہلاک کرو فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہوتے ہوئے گئے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری سنائی:

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ. (هود: ۷۴)

''پس جب گیا ابراہیم سے ڈر اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے بیچ قوم لوط کے''

ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کے ساتھ قوم لوط کے بارے میں یہ مباحثہ کیا۔ فرمایا: اگر ان میں پچاس آدمی ماننے والے موجود ہوں تب بھی ان کو ہلاک کرو گے؟ فرشتوں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: اگر چالیس ہوں؟ کہنے لگے: نہیں، فرمایا: اگر تیس ہوں؟ کہنے لگے: نہیں پوچھتے پوچھتے دس یا پانچ تک پہنچ گئے۔

یہ فرشتے جس وقت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے اس وقت وہ کھیت میں کام کر رہے تھے انہوں نے ان کو نہیں پہچانا سمجھ گئے کہ یہ کوئی مہمان ہیں۔ شام کے وقت انہیں لیکر اپنے گھر آ گئے، اور مہمانوں سے فرمایا: تمہیں معلوم ہے یہ لوگ کیا عمل کرتے ہیں؟ مہمانوں نے کہا: کیا کرتے ہیں؟ فرمانے لگے: یہ بدترین عمل کے مرتکب ہیں۔ گھر پہنچ گئے ان کی ایک بیوی

جو اندر سے قوم کے ساتھ تھی قوم کے پاس گئی، بتایا کہ ہمارے گھر میں ایسے خوبصورت مہمان آئے ہیں کہ میں نے آج تک ان جیسے خوبصورت لوگ نہیں دیکھے اور ایسی خوشبو سے معطر ہیں جو آج تک میں نے کبھی بھی نہیں سونگھی قوم سن کر بھاگتی ہوئی آئی اور دروازے کو توڑ کر گھر کے اندر گھسنے کی زبردست کوشش کی، لوط علیہ السلام دروازے کو بند کر کے اوپر چڑھے، اور قوم کو خطاب کر کے فرمایا:

هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ.

یہ ہیں بیٹیاں میری وہ بہت پاکیزہ ہیں واسطے تمہارے پس ڈرو اللہ سے اور مت رسوا کرو مجھ کو بیچ مہمانوں کے میرے کیا نہیں تم میں سے مرد اچھا"

مہمانوں نے کہا:

"يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ" (هود: ۸۱)

"کہا ان مہمانوں نے اے لوط! تحقیق ہم بھیجے ہوئے ہیں رب تیرے کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے طرف تیری"

جبرئیل نے ان کو اپنے پر سے مارا جس سے سب کی بینائی ختم ہوگئی۔ تو رات انہوں نے سخت تکلیف کی کیفیت میں گذاری کیونکہ بینائی کی نعمت سے محروم ہوگئے تھے عذاب کا انتظار تھا، حضرت لوط علیہ السلام کو حکم ہوا اپنے پیروکاروں کو لیکر رات کے وقت بستی سے نکل جاؤ، اور پیچھے مڑ کر کوئی نہ دیکھے۔ اور جبرئیل نے حضرت لوط علیہ السلام سے قوم کو ہلاک کرنے کی اجازت چاہی، انہوں نے اجازت دی تو جبرئیل نے پوری بستی کو آسمان تک اٹھا دیا۔ نیچے آگ جلائی گئی پھر ان کو الٹ دیا گیا چیخ و پکار کی آواز آئی لوط علیہ السلام کی بیوی پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی اور ہلاک ہوگئی۔

حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کان لیعقوب علیه السلام اخ مؤاخ له، فقال له ما الذی اذهب بصرک و قوس ظهرک؟ قال اما الذی اذهب بصری فالبکاء علی یوسف، و اماالذی قوس ظهری فالحزن علی بنیا مین . (ابن ابی حاتم)

حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک منہ بولا بھائی تھا۔ اس نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا! تیری بینائی کیوں ختم ہوگئی اور کمر کس وجہ سے جھک گئی؟ فرمایا: جہاں تک بینائی ختم ہونے کا تعلق ہے وہ یوسف کے غم میں رونے کی وجہ سے ہے اور کمر کا جھک جانا بینامین کے غم کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی، یعقوب! شرم نہیں آتی؟ میرے غیر سے شکوہ شکایت کرتے ہو؟ عرض کیا:

"اِنَّمَا اَشۡكُوۡا بَثِّيۡ وَ حُزۡنِيۡۤ اِلَى اللّٰهِ" (یوسف: ۸۶)

''سوائے اس کے نہیں کہ شکایت کرتا ہوں میں بیقراری اپنی کی اور غم رہنے کی طرف اللہ کے''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے۔ اے میرے رب! بوڑھے پر رحم کیجئے آپ نے میری بینائی ختم کردی، کمر کو جھکا دیا، میرے ریحانہ (پھول) کو لوٹا دیجئے تا کہ اس کو سونگھ لوں پھر جو بھی تیری مرضی ہو کر لیجئے۔

جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے سلام کرتا ہے اور فرماتا ہے، خوشخبری ہو اور تیرا دل خوش ہو، میری عزت کی قسم! اگر وہ مر بھی چکے ہوتے تو بھی میں ان کو زندہ کرتا۔ مساکین کو کھانا کھلا دیجئے۔ یہ جو حادثہ تیرے ساتھ پیش آیا کہ تیری آنکھیں جاتی رہیں کمر جھک گئی، یوسف کے بھائیوں نے اس کے ساتھ جو کاروائی کی اس کی اصل وجہ ہے کہ ایک مرتبہ تم نے بکری ذبح کی تھی تمہارے پاس ایک روزہ دار شخص آیا تھا تم نے اس میں

سے اس کو نہیں کھلایا تھا۔

اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی کیفیت یہ تھی۔ جب بھی کھانا حاضر ہوتا تو اعلان کراتے کہ کھانا کھانے کا خواہشمند آئے اور یعقوب علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھائے روزہ افطار کرتے وقت اعلان کرتے ہے کوئی افطار کرنے والا جو یعقوب کے ساتھ روزہ افطار کرے؟

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام سے یوسف علیہ السلام کی جدائی کی مدت اسی سال ہے۔ اس پورے عرصہ میں مسلسل غمگین رہے آنکھیں ہمیشہ اشک بار رہیں۔ مسلسل رونے کی وجہ سے بینائی جاتی رہی۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے مکرم شخصیت کوئی نہیں تھی۔ (تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۴۹۱)

معاذ بن زیاد نے اپنے کسی استاذ کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ اسی اثناء میں یعقوب علیہ السلام کی اولاد توبہ کرتی رہی وہ حیران تھے کہ ان سے کیا عمل سرزد ہوا۔ بیس سال تک حضرت یعقوب علیہ السلام دربار الٰہی میں دست بدعا رہے اور ان کے بیٹے ان کے پیچھے کھڑے ہو کر دعا میں مشغول رہتے، حتیٰ کہ دعا کے کچھ ایسے الفاظ مل گئے جن کے ذریعے دربار خداوندی میں التجاء کرتے رہے:

یارجاء المومنین لاتقطع رجائی یا غیاث المستغیثین اغثنی یا مانع المؤمنین امنعنی یا...... التوابین تب علینا.

تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی۔

حضرت سلیمان کہتے ہیں: یوسف علیہ السلام کے خواب اور اس کی تعبیر پوری ہونے میں چالیس سال کا وقفہ رہا ہے۔

مالک بن دینار فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے جب بادشاہ کے ساقی سے فرمایا:

اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ.

''اپنے آقا کے ہاں میرا تذکرہ کیجئے''

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا؟ یوسف! تم میرے غیر سے مدد طلب کر رہے ہو؟ تیری

قید کی مدت کو طویل کروں گا۔ یوسف علیہ السلام زبردست روئے اور اپنی عاجزی کا اعتراف کیا۔

معاذ بن زیاد کہتا ہے: یوسف علیہ السلام نے جب اس شخص سے کہا جس کے بارے میں انہوں نے تعبیر دی کہ وہ قید سے نجات پائے گا اور بادشاہ کے ساقی کے طور پر دربار میں خدمات انجام دے گا۔

اُذۡکُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّکَ. (یوسف: ۴۲)

''یاد کیجئے مجھ کو نزدیک خدا تعالیٰ اپنے کے''

تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے کہلوایا: جبرئیل نے کہا: یوسف! اللہ تعالیٰ تجھ سے فرمارہا ہے تیرے باپ ک اندر تیری محبت کس نے ڈالی؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے، جبرئیل نے فرمایا: تجھے حسن کس نے عطا کیا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ پوچھا! کس نے تیری حفاظت کی، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے، پوچھا: کنویں سے خلاصی دلانے کے لئے قافلے کو کس نے بھیجا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام نے سوال کیا: زلیخہ نے جب گناہ کا ارادہ کیا تو گناہ سے کس نے تجھے بچایا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے، پھر زمین کے پردے ہٹا دیئے گئے، بینائی میں قوت دی گئی، دور ایک چٹان نظر آئی، پوچھا گیا آپ کو کیا نظر آرہا ہے؟ فرمایا میں ایک چٹان دیکھ رہا ہوں پوچھا گیا: اس کے پاس کیا دیکھ رہے ہو؟ فرمایا: اس کا کھانا اس کے پاس ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے وہ فرماتا ہے کیا اس چٹان اور اس جانور پر میری نظر نہیں؟ اور ان سے غافل ہوں تیرا کیا خیال ہے؟ کیا میں تجھ سے غافل ہوں گا؟ کہ میرے غیر سے مدد مانگتے ہو؟ اب کئی سال مزید قید کی زندگی گذارو۔

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نقل فرمایا:

''میں اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کے صبر و کرم پر تعجب کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کو فرماتا ہے، قید خانے سے نکلے حکم ہوتا ہے مگر وہ قید خانے سے اس وقت تک نکل جانے سے انکار کررہے ہیں جب ان کی بے گناہی کا اقرار نہ کیا جائے، ان کی جگہ میں ہوتا تو جلدی دروازے کی طرف چلتا، اگر وہ (غیر سے) وہ جملہ نہ کہتا تو ان کی قید کی مدت طویل نہ ہوتی'' (المعجم الکبیر ۱۱/ ۲۴۹، ۲۵۰، مجمع الزوائد ۷/ ۴۲، ۴۳)

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں: جبرئیل علیہ السلام جیل میں یوسف علیہ السلام کے پاس تشریف لائے، فرمایا، تم صدیقین کی اولاد میں سے ہو، گناہ گاروں کے اس رہنے کی جگہ میں کس چیز نے تمہیں داخل کر دیا؟

غالب بن القطان کہتا ہے: قید کی طوالت کی وجہ سے یوسف علیہ السلام کا غم بڑھ گیا پریشانی زیادہ ہوئی کپڑے پرانے اور میلے ہوگئے، سر کے بال پراگندہ ہوگئے، لوگوں نے بھی آپ پر ظلم کیا، اس کرب وغم کی حالت میں دربار الٰہی میں دست دعا دراز کیا۔ عرض کیا! الٰہی مجھ سے محبت کرنے والوں اور دشمنی کرنے والوں کی وجہ سے جس مصیبت میں مبتلا ہوں اس سے خلاصی کی التجاء کرتا ہوں مجھ سے محبت کرنے والوں نے مجھے فروخت کر کے رقم وصول کر لی اور میرے دشمنوں نے مجھے قید میں ڈال دیا۔

اے اللہ! اس سے خلاصی عطاء فرما، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء کو شرف قبولیت بخشا۔

معتمر کہتے ہیں: ایک شخص نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا: اے یعقوب! آپ کی حالت بدلی ہوئی نظر آتی ہے؟ فرمایا: غموں کے بوجھ، طویل زمانے سے بیٹے کی جدائی نے یہ حالت کر دی ہے۔ اس اثناء میں کوئی شخص ان سے ملا اور کہا: یعقوب تم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرو:

"اللّٰھم اجعل لی من کل ماھمنی و کربنی من امر دنیای و آخرتی فرجا و مخرجاً، و اغفرلی دنوبی و ثبت رجاء ک فی قلبی و اقطعه ممن سواک، حتی لایکون لی رجاءٌ الا انت"

"اے اللہ میری دنیا و آخرت کے معاملات کی پریشانیوں کو دور فرما، میرے گناہوں کو معاف فرما، اپنی ذات عالی کے ساتھ امید کو میرے دل میں مضبوط فرمادے اور غیر کی امید کو نکال دے حتی کہ آپ کی ذات عالی کے علاوہ میری اور کوئی امید نہ ہو"

حضرت ایوب علیہ السلام

لیث بن سعد سے روایت ہے: حضرت ایوب علیہ السلام نے کسی وجہ سے ظالم بادشاہ کے ساتھ بات چیت ختم کردی۔ جبکہ دوسرے انبیاء کرام نے بادشاہ سے کلام کو ترک نہیں کیا۔ ایوب علیہ السلام کے گھوڑے کو بادشاہ نے نقصان پہنچایا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ان سے فرمایا: تم نے اپنے گھوڑے کی وجہ سے بادشاہ کے ساتھ کلام کرنا ترک کردیا؟ میں تجھ کو ایک طویل آزمائش میں مبتلا کردوں گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک طویل العرصہ بیماری میں مبتلا کردیا۔

ایک مرتبہ کسی نے ایوب علیہ السلام سے کہا: تم اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کیوں نہیں مانگتے ہو؟ فرمایا: مجھے شرم آتی ہے، کہ میں عافیت کی دعا مانگو ایک زمانہ دراز تک اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفیض ہوتا رہا ہوں عافیت کی زندگی گذار چکا ہوں۔

خالد بن دریک کہتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام جب بیماری میں مبتلا ہوئے تو اپنے نفس کو خطاب کر کے فرمایا کرتے تھے، تم ستر سال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور عافیتوں میں رہے اب ستر سال اسی بیماری پر صبر کرتے رہو۔ (ابن قدامہ: ٨١)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: زبان، آنکھ اور دل کے علاوہ سارا بدن بیماری سے لپیٹ میں آ گیا تھا۔ چہرے پر کیڑے مکوڑے تک لگے ہوئے تھے۔ سات سال چند مہینے یا چند ایام بیمار رہے۔ (مسند احمد: ١/ ١٠٩)

حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی قوم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یونس علیہ السلام نے قوم سے وعدہ کیا تھا کہ تین روز بعد تم عذاب کی لپیٹ میں آ جاؤ گے، قوم نے یہ بات سن کر توبہ کی طرف متوجہ ہوئی بچوں کو والدین سے جدا کردیا، اور گھروں سے باہر ایک میدان میں نکلے، اللہ تعالیٰ سے التجاء کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کرلی، عذاب کو ہٹا دیا۔ یونس علیہ السلام

تیسرے دن عذاب کا انتظار کیا، عذاب کے کچھ اثار نظر نہ آئے جھٹلائے جانے اور قتل کئے جانے کا خوف لاحق ہوا۔ گھر بار کو چھوڑ کر روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے سمندر کے ساحل پر آ گئے کشتی بانوں نے ان کو پہچان لیا کرایہ لئے بغیر کشتی میں سوار کر لیا، جب کشتی چلنے لگی تو ڈانوا ڈول ہونے لگی، سیدھے چلنے کے بجائے دائیں بائیں ہونے لگی، سواریوں نے کہا: کشتی کو کیا ہوا، ناخداؤں نے کہا: پتہ نہیں اس کو کیا ہو گیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کوئی بندہ ایسا ہوگا، جس کی موجودگی کی وجہ سے کشتی نہیں چل پا رہی ہے۔

لوگوں نے کہا: یہ ہو سکتا ہے مگر اے اللہ تعالیٰ کے نبی آپ کے علاوہ کوئی ہوگا۔ آپ نہیں ہو سکتے۔ فرمایا: قرعہ اندازی کرو، جس کا نام نکل آئے گا اس کو دریا میں پھینک دو، قرعہ ڈالا گیا۔ تو حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکل آیا تین مرتبہ قرعہ اندازی ہوئی تینوں مرتبہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام ہی نکل آیا۔ تو آپ کو دریا میں ڈال دیا گیا، ایک مچھلی کو حکم ہوا اس نے ان کو نگل لیا اور انہیں لیکر پانی کے تہ تک چلی گئی، حتی کہ یونس علیہ السلام نے زمین کے سنگ ریزوں کو تسبیح پڑھتے ہوئے سنا۔ اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ کے ساتھ التجاء کرتے رہے:

فَنَادیٰ فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. (الانبیاء: ۸۷)

”پس پکارا بیچ اندھیروں کے ہر کہ نہیں کوئی معبود مگر تو پاکی ہے تجھ کو تحقیق میں تھا ظالموں سے“

تین اندھیروں کے اندر سے آواز دی (۱) مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا۔ (۲) رات کا اندھیرا (۳) دریا کی گہرائی کا اندھیرا۔

ارشاد ربانی ہے:

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ. (الصّٰفّٰت: ۱۴۵)

”پس ڈال دیا ہم نے اس کو زمین بن گھاس والی میں اور وہ بیمار تھا“

آپ کا بدن بے ریش چوزے کے بدن کی طرح ہو چکا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک درخت اگایا تھا۔ اس کے سایہ میں بیٹھ جاتے اور اس کے پھل سے تناول کرتے ایک

دن وہ درخت سوکھ گیا، یونس علیہ السلام رونے لگے۔ وحی آئی ایک درخت کے خشک ہونے پر آپ رو رہے ہیں، ایک لاکھ افراد کے ہلاک ہونے سے تم کو رونا نہیں آتا؟

حمید بن ہلال کی روایت ہے: یونس علیہ السلام قوم کو دین کی دعوت دیتے قوم انکار کرتی تنہائی میں ان کی ہدایت کے لئے دعا کرتے۔

ان کو دعوت دے دے کر تھک گئے مگر قوم میں کوتبدیلی نہیں آئی آخرکار تنگ آ کر قوم کے لئے بددعا دی، قوم کے سردار نے سن لیا، جا کر قوم کو یونس علیہ السلام کی بددعا سے آگاہ کیا۔ قوم کو تنبیہ ہوئی اور اجتماعی توبہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے، پوری قوم، مال مویشیوں سمیت گھروں کو چھوڑ کر ایک بیابان میں یک جا ہو گئے۔ البتہ بچوں کو ماؤں سے جدا کر دیا، اللہ تعالیٰ کے سانے روئے گڑگڑائے، آہ وبکاء کہنے اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ رحم کا معاملہ فرمایا: عذا کو روک دیا۔ اور یونس علیہ السلام انتظار میں تھے کہ قوم پر کس طرح عذاب آتا ہے کس چیز سے ہلاک ہوگی؟ باہر نکل کر دیکھا کہ زمین لوگوں سے بھر گئی وقت مقررہ پر عذاب نہیں آیا۔ جھٹلائے جانے کے خوف سے گاؤں سے نکلنے کا ارادہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی وحی اس کے لئے نہیں آئی تھی وطن سے چل پڑے ساحل سمندر آ گئے، دوسرے لوگوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے، مگر کشتی چلنے سے رک گئی، آگے حرکت کرے نہ پیچھے کو چلے تو فرمایا: یہ ہم میں سے کسی کے گناہ کا اثر ہے، قرعہ اندازی ہوئی قرعہ میں آپ کا نام نکلا بار بار قرعہ اندازی ہوئی ہر بار یونس علیہ السلام کا نام ہی آیا تو فرمایا: مجھے دریا میں ڈال دو، میرے پاؤں باندھ دو اور سر کو نہ ڈھانپو، چنانچہ لوگوں نے اس طرح کر کے ان کو سمندر کے حوالے کر دیئے، ادھر سمندر کے اندر ایک مچھلی منہ کھولے تیار تھی، سمندر میں پہنچتے ہی مچھلی نے ان کو نگل لیا، سیدھے مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے، ہوتے ہوتے، بال جھڑ گئے، گوست پوشت اور ہڈیاں کمزور ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ.

دعاء قبول ہوئی:

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ.

(الصفت: ۱۴۵، ۱۴۶)

''پس ڈال دیا ہم نے اس کو بن گھاس والی میں اور وہ بیمار تھا اور اگایا ہم نے اوپر اس کے ایک درخت بیل والا یعنی کدو کا''

اس درخت میں غذائیت زیادہ تھی اس کے پھل کھاتے رہے جس سے ہڈیوں میں قوت آ گئی، بدن پر گوشت پوست اور بال اگ آئے، صحت بحال ہوگئی، سابقہ حالت میں آ گئے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک ہوا چلی، وہ درخت خشک ہو گیا، حضرت یونس علیہ السلام رونے لگے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی، اے یونس! ایک درخت کے خشک ہونے پر آپ رو رہے ہیں اور اپنی قوم کی ہلاکت پر نہیں روئے؟

عبداللہ بن الحارث سے بھی اسی طرح روایت مروی ہے البتہ اس میں یہ الفاظ زائد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ ان کے گوشت اور ہڈی میں سے کسی کو میرے حکم بغیر نہ کھانا۔ تو مچھلی انتہائی احتیاط کے ساتھ انہیں لیکر زیر آب چلی گئی حتی کہ زمین کے تہہ میں پہنچ گئی۔ جس سے سنگ ریزوں کی تسبیح بھی سنی تو حضرت یونس علیہ السلام نے **لا الہ الا انت سبحانک** کی تسبیح شروع کردی پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے چند دن کے بعد دریائے دجلہ کے ساحل پر چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی ساحل میں یقطین (کدو) کا درخت اگا دیا اس کے سیرے کو چوسنے لگے اور اس کے سایہ سے مستفیض ہونے لگے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی اے یونس! کوزہ گر کے پاس جاؤ جو دجلہ کے قریب ہے۔ اس سے کہہ دو اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنے کوزے توڑ ڈالو، چنانچہ یونس علیہ السلام نے کوزہ گر کو حکم ایسے ہی سنا دیا، کوزہ گر نے کہا: نہیں میری عمر کی قسم! میں اپنے کوزے اور بھٹی نہیں توڑوں گا کیونکہ اس کے ساتھ میری معیشت وابطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے فرمایا: یونس! دیکھو تیرے مقابلے میں کوزہ گر بھی اپنی چیز کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہے میں نے تیری قوم کے ایک لاکھ لوگوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک جانور نکل آیا اس درخت کو کھا کر ختم کر دیا درخت گر گیا، یونس علیہ السلام بیٹھ کر رونے لگے، تو وحی آئی، یونس! ایک درخت کے خشک ہونے اور گرنے پر تو تجھے غم ہوتا ہے مگر اپنی قوم کے ایک لاکھ افراد کی ہلاکت کا غم نہیں ہوتا جن کو ہلاک کرنے کا

میں نے ارادہ کیا؟

یونس علیہ السلام کی قوم نے عذاب کو در دسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کی:

ربنا افعل بنا ما انت اهله، ولا تفعل بنا مانحن اهله.

(روح المعانی: ١١/ ٢٨٢)

''اے ہمارے رب! ہمارے ساتھ وہ معاملہ کرنا جس کے آپ اہل ہیں اور ہمارے وہ معاملہ نہ فرما جس کے ہم لائق ہیں''

سعید بن سنان الحمصی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کے پاس وحی بھیجی تیری قوم عذاب میں مبتلا ہونے والی ہے، نبی نے اپنی قوم کو اس سے آگاہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ تم اپنے میں سے تین افضل ترین اشخاص کو منتخب کرو وہ دربار الٰہی میں سب کی طرف سے توبہ کریں گے چنانچہ قوم نے ایسا کیا ان میں سے تین افراد قوم کے سامنے ہوکر نکلے ان میں سے ایک نے عرض کیا: اے اللہ! آپ نے اپنی کتاب ''توراۃ'' جس کو آپ نے اپنے بندے موسیٰ پر نازل کیا ہے جس میں فرمایا ہے، جو لوگ میرے دربار میں آ کر دعا کریں گے میں ان کی دعا کو رد نہیں کروں گا۔ اے اللہ! ہم تیرے دروازے پر سوالی ہوکر حاضر ہوئے ہیں ہمیں معاف فرمانا ہمارے سوال کو رد نہ فرمانا۔ تیسرے نے کہا: اے اللہ! آپ نے توراۃ میں ہمیں غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا: ہم بھی آپ کے غلام ہیں ہمیں آزاد فرما دیجئے۔ دوسرے نے کہا: آپ نے توراۃ میں ہمیں فرمایا ظلم کرنے والوں کو ہم معاف کریں اے اللہ! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہمیں معاف فرما اللہ تعالیٰ نے نبی کو بذریعہ وحی اطلاع دی ہم نے ان کی توبہ قبول کرلی۔

سعید بن ابی الحسنؒ نے کہا: یونس علیہ السلام کو مچھلی نے جب نگل لیا تو انہیں خیال ہوا کہ ان کا انتقال ہوگیا اپنی ٹانگیں پھیلائی حالانکہ وہ مرے نہیں تھے، پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے اور دعا میں مصروف ہوگئے، اور عرض کیا اے اللہ! میں نے ایسی جگہ کو مسجد بنایا جس کو آج تک کسی نے مسجد نہیں بنایا۔ (تفسیر ابن کثیر ٤/ ٢١)

السدی نے کہا: یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن تک رہے (ابن کثیر ٤/ ٢١)

مجالد کہتے ہیں: امام شعبی کے سامنے ذکر ہوا یونس علیہ السلام مچھلی کے اندر چالیس سال رہے تو فرمایا: نہیں ایک دن بھی نہیں گذارا، صبح چاشت کے وقت داخل ہوئے، غروب کے وقت مچھلی نے جمائی لی یونس علیہ السلام نے اس سے سورج کی روشنی کو دیکھا، تو فرمایا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. (الانبیاء : ۸۷)

تو وہ مچھلی کے پیٹ سے باہر آ گئے۔

ایک مرتبہ دوران خطبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں سے ایک پیغمبر صرف ایک اجتہادی خطا کی وجہ سے مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے اور توبہ کے بغیر اسے نجات نہیں ملی۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم

اسدی کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ایک والوں کے پاس حضرت شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا: قوم نے ان کی تکذیب کی ارشاد ربانی ہے:

فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ.

''پس پکڑا اس کو عذاب دن سائبان کے نے''

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جس سے گرمی کی سخت لہریں آئیں ہر طرف گرمی ہی گرمی ہوگئی جو ان کے برداشت سے باہر ہوگئی تیزی کے ساتھ پانی کی طرف کے لئے اپنے اوپر پانی ڈالنے لگے، اسی دوران ایک بادل نمودار ہوا۔ جس میں ہلکی ہلکی دل آویز ہوا آنے لگی، تو اس کی ٹھنڈک اور خوشبو کی طرف دوڑ پڑے ایک دوسرے کو بتانے لگے یہ ٹھنڈ ٹھنڈی ہوا آ رہی ہے سب کے سب اس کے نیچے جمع ہو گئے جب سارے اس کے سامنے مجتمع ہو گئے تو عذاب الٰہی نے ان کو گھیر لیا۔ اس طرف اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے:

فَاَخَذَ هُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّه کَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ.

(الشعراء: ۱۸۹)

"پس پکڑا اس کو عذاب دن سائبان کے نے تحقیق وہ تھا عذاب دن بڑے کا"

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: حضرت شعیب علیہ السلام خطیب الانبیاء تھے۔

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہتے ہیں: اصحاب پر اللہ تعالیٰ نے پورا ایک ہفتہ سخت گرمی مسلط کر دی حتی کہ کوئی سایہ کام دیتا نہ کوئی ٹھنڈک حتی کہ دور ایک بادل نظر آیا۔ اسی کی طرف دوڑ پڑے اس کے نیچے ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی ہوا کی ٹھنڈک کو دیکھ کر ایک دوسرے کو بلانے لگے، ہوتے ہوتے سارے لوگ اس کے نیچے جمع ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اس بادل کو آگ کے شعلوں میں تبدیل کر دیا۔ اس آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے:

فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ. (الشعراء: ۱۷۶)

"پس پکڑا اس کو عذاب دن سائبان کے نے تحقیق وہ تھا عذاب دن بڑے کا"

حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کا ذکر

وہب بن منبہؒ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ میں ایک آگ اتار رہا ہوں اس کو بیت المقدس میں جا کر جلانا۔

موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو بلا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میں آگ جلانے کے لئے حکم دیا میں اس کام کے لئے تجھے منتخب کرتا ہوں۔ چنانچہ دونوں آگ کی انتظار میں بیٹھ گئے ان کے دولڑ کے جلدی سے دنیا کی آگ میں سے لیکر بیت المقدس میں آئے تو آسمان سے آگ نے آ کر ان کو جلا ڈالا حضرت ہارون علیہ السلام ان کو بچانے کے لئے کود پڑے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ان کو ان کے حال پر رہنے دو، تاکہ وہ اپنے کئے کی سزا بھگتیں۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی، میرے اولیاء میں سے کوئی میری نافرمانی کرتا ہے تو میں اس کو اس طرح سزا دیتا ہوں تو اپنے دشمنوں کو کس طرح سزا دوں گا۔

روایت میں آتا ہے، اس واقعے کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام چالیس سال تک غمگین اور حزین رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی بتا دیا کہ میں نے ان دونوں کو

بخش دیا۔ وہ تمہارے ساتھ جنت میں حاضر رہیں گے۔

مالک بن دینار کہتے ہیں: ہارون علیہ السلام کے دونوں بیٹے جب جل گئے تو وہ بہت غمگین ہوئے کہ کہیں آخرت میں ان کے ساتھ یہ معاملہ نہ ہو مالک بن دینار یہ کہہ کر خاموش ہو گئے تو مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ آخرت میں انہیں عذاب نہیں ہوگا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش ان کی ایک بیوی الجرادہ کے چند رشتے داروں کی وجہ سے ہوئی تھی ''الجرادۃ'' آپ کی محبوب ترین بیوی تھی، بیت الخلاء کے اندر داخل ہوتے وقت یا حالت جنابت میں اپنی انگوٹھی اسی کے حوالہ کر دیتے۔ ''جرادۃ'' کے رشتہ داروں کا کسی کے ساتھ جھگڑا تھا۔ الجرادۃ کی خواہش ہوئی کہ سلیمان علیہ السلام ان کا ساتھ دے غلط خیال دل پیدا ہوا ایک دن سلیمان علیہ السلام حسب معمول بیت الخلاء جانے سے پہلے انگوٹھی اس کے حوالہ کر دی ایک جنی شیطان حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت اختیار کر کے ''الجرادہ'' کے پاس آ گیا، کہنے لگا، میری انگوٹھی دیدو، الجرادہ نے سلیمان علیہ السلام سمجھ کر انگوٹھی دیدی، جب اس نے انگوٹھی پہنی تو تمام جن وانس اور شیطان اس کے تابع ہو گئے، ادھر سلیمان علیہ السلام آ کر انگوٹھی مانگی تو بیوی نے کہا: چل نکل جا تم سلیمان نہیں ہو، سلیمان آ کر اپنی انگوٹھی لے گئے ہیں سلیمان علیہ السلام نے اس حالت کو پہچان لیا کہ آزمائش ان کی بیوی کی وجہ سے درپیش آ گئی چنانچہ وہ گھر سے نکل گئے ساحل سمندر آ گئے جب یہ کہتے کہ میں سلیمان ہوں تو بچے ان کو پتھر مارتے۔

ان دنوں شیاطین نے کفر اور سحر سے بھری کتابیں لکھی اور اس کو سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے نیچے دفن کر دیئے پھر لوگوں کی موجودگی میں اس جگہ کو کھود کر کتاب نکال لی اور لوگوں سے کہنے لگے، سلیمان اس کتاب کے ذریعے لوگوں پر غلبہ حاصل کیا کرتا تھا۔ تو لوگوں نے یہ منظر دیکھ کر سلیمان علیہ السلام کے متعلق بدگمان سے ہو گئے، وہ شیطان جس نے

انگوٹھی کو اپنے قبضے میں لیا تھا ان دنوں خوب شیطنت اور معاصی کرنے لگا اللہ تعالیٰ نے بادشاہت دوبارہ ان کے حوالہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں کے دلوں کے اندر شیطان کے کردار کی برائی ڈالدی اور اس کے افعال اور کرتوتوں کو برا ماننے لگے تو ان کو شک ہوگیا اور سلیمان علیہ السلام کی ازواج کے پاس آ گئے، کہنے لگے، آپ لوگ آج کل سلیمان علیہ السلام کے اندر کوئی تدیلی محسوس کرتی ہو؟ انہوں نے کہا! ہاں ہمیں عجیب سا لگ رہا تو شیطان کو احساس سا ہوگیا کہ اب اس کی ہلاکت کا وقت قریب آ گیا تو اس نے انگوٹھی کو سمندر کے اندر پھینک دیا۔ سمندر کے اندر ایک مچھلی نے اس کو نگل لیا۔ ان دنوں ایک شخص نے مچھلی خریدی اور یہ وہ مچھلی تھی جس کے پیٹ کے اندر وہ انگوٹھی تھی۔ سلیمان علیہ السلام نے اس مچھلی کو خرید لیا۔ اور پکانے کے لئے اس کا پیٹ چاک کیا تو دیکھا کہ اندر ان کی انگوٹھی تھی سلیمان علیہ السلام نے اس کو پہن لیا۔ پہنتے ہی تمام انس و جن مطیع ہوگئے اور سلام کرتے ہوئے حاضر ہوگئے، جیسا کہ ان کا سابقہ معمول تھا۔

انگوٹھی چرانے والا شیطان بھاگ گیا اور کسی جزیرے میں جا کر چھپ گیا۔ سلیمان علیہ السلام نے اس کو تلاش کر کے لانے کا حکم دیا اس کی تلاش میں لگے رہے اور وہ بڑا سرکش اور شدید ترین شیاطین میں سے تھا ہاتھ نہیں آتا تھا سلیمان علیہ السلام کے کارندوں نے ایک دن دیکھا کہ وہ سویا ہوا ہے تو آہستہ سے اس کے آس پاس سیسہ کا ایک کمرہ تیار کیا گیا جب جاگ گیا تو جلدی سے بھاگنے لگا مگر بھاگ نہ سکا، چنانچہ وہ اس طرح پکڑا گیا سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا اس کا نام صخر تھا سلیمان علیہ السلام نے سنگ مرمر سے ایک تخت بنوایا۔ اس کے اندر بڑا سوراخ کر دیا اور اس کو اس سوراخ کے اندر ڈال کر تانبا پگھلا سوراخ کے اندر ڈال کر اس کو بند کر دیا گیا۔ پھر اس کو دریا میں ڈالنے کا حکم دیا۔ قرآن کریم کی اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے:

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا. (ص: ۳۴)

''اور البتہ تحقیق آزمایا ہم نے سلیمان کو اور ڈال دیا ہم نے اوپر کرسی اس کی کے ایک بدن''

اللہ تعالیٰ نے حکومت جب واپس کر دی تو کہا:

وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ.

''اور دے مجھ کو ملک کہ نہیں لائق ہو واسطے کسی کے پیچھے میرے''

یعنی جس طرح اس شیطان کو مسلط کیا آئندہ کسی کو اس پر مسلط نہ کیجئے گا۔

شیاطین کے تلبیس سے کفر و سحر کی کتاب لکھ کر سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کرنے کی وجہ سے لوگ ان کی باتوں پر آ گئے تھے اور اس کتاب کو سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے رہے۔ قرآن کریم نے اس کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْكِ سُلَیْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا. (البقرہ: ۱۰۲)

''اور پیروی کرتے ہیں اس چیز کی کہ پڑھتے تھے شیطان بیچ ملک سلیمان کے اور نہیں کفر کیا تھا سلیمان نے اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا تھا''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی صفائی بیان فرمائی ہے۔

حضرت حسن بصریؒ سے اس طرح بھی مروی ہے: حضرت سلیمان علیہ السلام کو انگوٹھی دی گئی تھی جب بیت الخلاء جاتے تو انگوٹھی کو اتار کر جاتے، ایک مرتبہ ایک شیطان نے دیکھا جا کر انگوٹھی کو حاصل کر لیا اور ایک بڑی نہر کے پاس جا کر انگوٹھی کو اس کے اندر ڈال دیا؛ حضرت سلیمان علیہ السلام حمام سے باہر آ کر دیکھا انگوٹھی غائب۔ روایت میں آتا ہے کہ چالیس یوم تک لوگ ان کو نہیں پہچان سکے۔

ایک دن نہر کے کنارے پر تشریف لے گئے وہاں ان کو ایک مچھلی ملی اسے لیکر ایک عورت کے پاس آ گئے اس نے اس کو چاک کیا تو اندر سے انگوٹھی نکلی سلیمان علیہ السلام نے انگوٹھی کو نہیں لیا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (ص: ۳۵)

''مدد لے مجھ کو ملک کہ نہیں لائق ہو واسطے کسی کے پیچھے میرے تحقیق تو

ہی ہے بخشنے والا“

السدی کی روایت کے مطابق ان ایام میں بھوک وخوراک کی عدم دستیابی کی آزمائش کا بھی سامنا کرنا پڑا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ سلیمان علیہ السلام ساحل سمندر میں بیٹھ کر اپنی انگوٹھی کو انگلی سے نکال کر کچھ ہلا رہے تھے کہ اچانک ہاتھ سے چھوٹ گئی دریا کے اندر گر گئی ان کی حکومت کا تعلق اس انگوٹھی کے ساتھ متعلق تھا۔ وہاں سے چلے ایک بوڑھی عورت کے پاس آ گئے ادھر ایک شیطان ان کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ بوڑھیا نے کہا: یا تم گھر کے کام کاج کرو، میں طلب رزق کے لئے نکلتی ہوں۔ یا تم تلاش رزق کے لئے نکلو میں گھر کا کام کروں گی؟ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں طلب رزق کے لئے نکلوں وہ نکل گئے۔ راستے میں شکاریوں سے ملاقات ہوئی ان سے کچھ مچھلیاں خریدی گھر لے آئے، بوڑھیا نے ایک مچھلی کو چاک کیا تو اس کے پیٹ سے انگوٹھی ملی سلیمان علیہ السلام نے اس کو انگلی میں پہن لیا تو فوراً جن وانس، شیاطین اور وحشی جانور سارے آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور خدمت میں حاضر ہوئے وہ شیطان بھاگ نکلا اور سمندر کے ایک جزیرے میں جا چھپا حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات وشیاطین کو حکم دیا کہ اس کو پکڑ کر میرے پاس حاضر کرو شیاطین نے کہا! ہم اس پر قادر نہیں ہیں۔ الا یہ کہ وہ نشہ ہو جائے البتہ یہ کہ وہ ہفتے میں ایک بار جزیرے کے اندر ایک چشمہ کے پاس آ کر پانی پیتا ہے۔ اگر اس چشمے میں شراب ڈال دی جائے جس سے پی کر نشہ ہو جائے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ پکڑ کر سلیمان علیہ السلام کے پاس لایا گیا، ان کو ایک پہاڑ کے اندر قید کرا دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سلیمان علیہ السلام کے ابتلاء کا زمانہ چالیس دن تک جاری رہا۔

ابن ابی نجیح کہتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ تمام چیزیں عطا فرمائی جو دوسروں کو بھی عطا فرمائی اور بہت ساری وہ چیزیں عطا فرمائی جو کسی اور کو عطاء نہیں کیں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ علم بھی عطا فرمایا جو دوسروں کو عطا نہیں فرمایا،

اس علم سے بھی نوازا جو دوسروں کو نہیں ملا، مگر اللہ تعالیٰ کی ان تمام نعمتوں میں افضل ترین نعمت سر اور علانیہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے۔ فقیری اور امیری دونوں حالتوں میں میانہ روی اختیار کرنے ایک ہی حالت میں رہنے اور خوشی وغمی دونوں حالتوں میں کلمہ حق کہنے سے بڑھ کر کسی نعمت کو نہیں پایا۔ (کتاب الزھد: للامام احمد بن حنبل: ۱/ ۱۴۵)

حضرت سلیمان علیہ السلام یہ بھی فرمایا کرتے تھے، ہم نے زندگی کے تمام پہلوں کو آزمایا غمی وخوشی راحت وتنگی سبھی کا تجربہ کیا مگر ہم نے دنیا کو تمام سے گھٹیا اور کم تر پایا۔

چنانچہ روایت میں آیا ہے: سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں: جب سلیمان علیہ السلام کی حکومت ہاتھ سے گئی تو حالت اس طرح دگرگوں ہوئی کہ کھانے کے لئے روٹی مانگنے کی نوبت آ گئی کہیں سے روٹی کا ایک خشک اور سوکھا ٹکڑا مل گیا کاٹ کر چبانے کی کوشش کی مگر چبانے پر قادر نہیں ہوئے پانی کے اندر بگو کر تر کرنے کے لئے ساحل سمندر آ گئے پانی میں رکھنے کی کوشش کی ٹکڑا ہاتھ سے چھوٹ کر پانی کے اندر چلا گیا۔ سلیمان علیہ السلام اس کو حاصل کرنے کے لئے سمندر کے اندر اتنے چلے گئے کہ غرق ہونے کا قریب ہو گئے کیونکہ ان کو ان کی ضرورت تھی واپس آ کر اپنی جگہ بیٹھ گئے دیکھا وہ ٹکڑا پانی کے اوپر تیرتا ہوا قریب آ گیا حاصل کرنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی دور چلا گیا۔ پھر قریب آیا مگر اس بار بھی دستیابی نہیں ہوئی۔ تو وہیں ساحل میں دربار الٰہی میں سجدہ ریز ہو گئے، عرض کیا، الٰہی! اے اللہ! آپ نے مجھے آزمائش میں مبتلا کیا حتی کہ میں نان شبینہ کا محتاج ہو گیا۔ اور ایک ٹکڑے کو نہ حاصل کر سکتا ہوں اور دور چلا جاتا ہے تاکہ اطمینان سے بیٹھ جاؤں اگر مجھے اس گناہ کا پتہ چل جائے جس کی پاداش میں آزمائش میں مبتلا کیا گیا ہوں تو اس سے توبہ کر لوں آپ سے معافی مانگو لیکن میں نہیں سمجھ پا رہا ہوں۔ اے اللہ! میرے تمام گناہ معاف فرما دیجئے! اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کی سلطنت واپس ان کو مل گئی۔

حضرت داوٗد علیہ السلام کا ابتدائی قصہ

حسین بن علی عبداللہ المقربی کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام کو بذریعہ وحی بتادیا کہ ایک لمحہ کے لئے تجھے تیرے نفس کے حوالہ کروں گا۔ داوٗد علیہ السلام نے عرض کیا: یارب! کونسے وقت میں؟ وحی آئی: فلاں مہینے، فلاں سال، فلاں دن اور فلاں گھڑی میں جب وہ وقت آیا تو اپنے محراب میں تشریف لے گئے۔

ایک دن اپنی عبادت گاہ کے اندر عبادت میں مصروف تھے، اتنے میں دو فرشتے انسانی صورت میں دروازے پر آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، انہیں بتایا گیا کہ آج فیصلہ کا دن نہیں ہے۔ آج داوٗد علیہ السلام کی عبادت کا دن ہے۔ تو فرشتے دیوار پھلانگ کر اندر چلے گئے، ان کے اس طرح آنے سے داوٗد علیہ السلام گھبرا گئے، تو فرشتوں نے کہا گھبرایئے مت! کہنے لگے:

لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ اِنَّ هٰذَآ اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ ٥ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِيْراً مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ. (ص: ۲۲۔۲۴)

"مت ڈر ہم ہیں دو جھگڑنے والے زیادتی کی ہے بعض ہمارے اوپر بعض کے پس حکم کر درمیان ہمارے ساتھ حق کے اور مت زیادتی کر اور راہ دیکھا ہم کو طرف راہ سیدھی کے تحقیق یہ ہے بھائی میرے واسطے اس کے ہیں ننانوے دنبیاں اور واسطے میرے ہے ایک دنبی پس کہا اس نے سونپ دے مجھ کو وہ بھی اور غلبہ کیا مجھ پر بیچ بات کے کہا

حضرت داؤد نے کہ ظلم کیا اس نے تجھ پر ساتھ مانگ لیے دنبی تیری طرف کے دنبیوں اپنی کی اور تحقیق بہت شرکت والے زیادتی کرتے ہیں بعضے ان کے اوپر بعض کے مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے اور کم ہیں وہ"

داؤد علیہ السلام کو تنبیہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے:

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ. (ص: ۲۴)

"اور جانا داؤد نے کہ کچھ آزمایا ہے ہم نے اس کو پس بخشش مانگی رب اپنے سے اور گر پڑا عاجزی کرتا ہوا اور رجوع کیا حق"

مسلسل روتے رہے اور سجدہ ریز رہے اور سجدے سے سر کو نہیں اٹھایا۔ حتی کہ ان کے آنسوؤں سے زمین سے سبزہ اُگ کر کان کے لو کے برابر ہو گئے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کے لئے وحی نازل فرمادی، تو عرض کیا، یارب آپ کسی پر ظلم نہیں فرماتے کہ کل قیامت کے دن اوریا آ کر میرے گریبان پکڑ کر تیرے سامنے کہدے اے اللہ! اس سے پوچھ لیجئے میں نے اس کا کیا بگاڑا تھا؟ تو میں کیا جواب دوں گا؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی میرے فضل اور عدل یہ ہے کہ میں کسی ایک کی وجہ سے دوسرے پر ظلم نہیں کرتا۔ کہ میں اس کو تجھ پر قدرت دوں گا پھر اس سے معاف کرانے کا کہہ دوں گا۔ اور اس کے حق سے افضل ترین چیز اسے دیکر راضی کروں گا۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام نے فرمایا: اب میں مطمئن ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میری بخشش ہو گئی۔

ابوعمران الجونی کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ داؤد علیہ السلام نے جب دربار الٰہی میں عرض کیا: الٰہی! تیرا دشمن شیطان مجھے عار دلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب غلطی ہو رہی تھی اس وقت تیرا الہ کہاں تھا؟

حضرت وھب بن منبہؒ سے روایت ہے کہتے ہیں: داؤد علیہ السلام نے سجد سے سر جب

اٹھایا تو کمزور تھا ان پر لرزہ طاری تھا بیویوں سے علیحدہ رہنے لگے اور برابر روتے رہے۔ حتی کہ چہرے پر آنسوؤں کے مسلسل بہنے سے خط کا نشان پڑ گیا عطاء الخراسانی کی روایت ہے داؤد علیہ السلام نے اپنی اس خطاء کو یاددھانی کے لئے اپنی ہتھیلی کے اوپر لکھا تھا جب بھی اس پر ان کی نظر پڑتی ہاتھ کانپنے لگتے۔ (حلیة الاولیاء: ۵/ ۱۹۶، روح المعانی ۲۳/ ۱۸۴)

وھب ابن منبہ کی روایت ہے۔ داؤد علیہ السلام نے اپنی ہتھیلی پر لکھا تھا:

(داوُدُ الخطّاءُ) "خطا کرنے والا داؤد"

مجاہدؒ کی روایت ہے: داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ غلطی کو اس کی ہتھیلی پر ظاہر کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا تھا چنانچہ وہ جب بھی کھانے پینے یا کسی اور کام کے لئے ہاتھ بڑھاتے تو اس پر نظر پڑتی تو رونے لگتے۔

ابوکثیر (یحییٰ بن صالح) سے روایت ہے: داؤد علیہ السلام جب آزمائش میں آ گئے تو وحوش و پرندے آپ کے پاس سے ہٹ گئے جو پہلے زبور سننے کے لئے ان کے آس پاس جمع ہو جاتے داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: الٰہی! وحوش و پرندوں کو میرے پاس آنے دیجئے تا کہ ان سے انس حاصل کروں۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی پرندے آئے مگر آواز کو حسب سابق شوق سے سننے کا مظاہرہ نہیں کیا۔ داؤد علیہ السلام زبور کی تلاوت بلند آواز سے کرتے اور رونے لگے تو پرندوں نے آواز دی، ہائے افسوس! خطاء کی وجہ سے تیری آواز میں وہ حلاوت نہیں رہی جو پہلے تھی۔

معاذ بن الزیاد التیمیتی کی روایت ہے: جب خطا سرزد ہو تو عباد گذار لوگوں کے پاس جا کر روتے اور وہ بھی ان کے ساتھ ہم بکاء ہوتے۔ کسی ایک شخص کے پاس چلے گئے کہنے لگے میں اللہ کا نبی داؤد ہوں۔ خطا کار تجھے نہیں پتہ؟ تو وہ شخص بھی رونے لگا۔

داؤد علیہ السلام سجدہ ریز ہو کر رونے لگے اور مسلسل سجدے کی حالت میں رہے حتی کہ ان کے آنسوؤں سے زمین سے گھاس اگ گئی۔

بکر بن عبداللہ کہتے ہیں: داؤد علیہ السلام اپنی خطاء پر چالیس دن سجدے کی حالت میں روتے رہے حتی کہ آپ کے آنسوؤں سے سبزہ اگ آیا۔

آواز آئی: کیا پیاسے ہو، پانی پلایا جائے؟ بھوکے ہو، کھانا کھلایا جائے؟ کیا تم کپڑے مانگ رہے ہو کہ تجھے کپڑے پہنائے جائیں؟ عرض کیا: نہیں، لیکن میری خطا نے میری کمر جھکا دی ہے۔ اس پر کوئی جواب نہیں آیا۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد رونے میں مزید اضافہ ہوا کثرت بکاء کی وجہ سے آواز بھی دب گئی، حتی کہ آہ، آہ کی آوازیں آنے لگیں۔ تب جا کر معافی ملی۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: حضرت داوٗد علیہ السلام کی خطاء معاف ہونے کے بعد بھی رونے میں کمی نہیں آئی بلکہ اضافہ ہوا تو ان سے کہا گیا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ کی خطاء معاف نہیں ہوئی؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ سے حیاء کا کیا کروں؟

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت داوٗد علیہ السلام مساکین کی مجالس میں بیٹھ جاتے اور کثرت سے گریہ کرتے اور عرض کرتے، اے اللہ! مساکین اور خطا کاروں کو بخش دیجئے تا کہ ان کے ساتھ مجھے بھی معافی ملے۔

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: داوٗد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے میرے رب! میں اپنی خطاء نہیں بھولوں گا تا کہ مسلسل حزن میں رہوں، اس پر روتا رہوں اور استغفار کرتا رہوں۔

کچھ بنی اسرائیل کے متعلق

مالک بن دینار نے کہا: بنی اسرائیل کا ایک عالم اپنے تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا، اس نے دیکھا کہ اس کے ایک بیٹے نے عورتوں کو آنکھ ماری، اس نے سختی کے طور پر کہا: ایسا نہ کرو، اس کو ہلکی سزا دینے پر فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آیا فوراً اپنے تخت سے نیچے گر گیا، سر پھٹ گیا اور اس کی بیوی بھی گر گئی، القاء ہوا: تم نے بس میرے لئے اس طرح غصہ کیا، جا تیرے اندر آئندہ کوئی خیر نہیں ہوگی۔

(احیاء علوم الدین ۲ / ۴۵ ، الزهد للامام احمد بن حنبل ۱/ ۱۸۰)

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے ایک نبی کو حکم ہوا کہ اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دو، نبی علیہ السلام ایمان کی طرف قوم کو بلاتے رہے، قوم نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی، اس قوم کے پاس سے نکل جاؤ ان کے درمیان مت رہو، چنانچہ وہ حکم الٰہی پر عمل کرتے ہوئے وہاں سے کوچ کر گئے، ایک نبی کے پاس سے ان کا گذر ہوا۔ انہوں نے کہا، ٹھہرو اس کام میں میری مدد کرو۔ اس نے کہا: مجھے ٹھہرنے کا حکم نہیں۔ جلدی یہاں سے نکلنا ہے، لیکن انہوں نے مسلسل ٹھہرنے کو کہا، تو وہ وہاں ٹھہر گئے، اتنے میں جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، فرمایا: تمہیں تو نہ ٹھہرنے کا حکم دیا گیا اور تم ٹھہر گئے؟ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر ایک شیر مسلط فرمائے گا۔ وہ تیرا سینہ چاک کر کے تیرا جگر کھا جائے گا۔ نبی علیہ السلام نے وہاں سے سفر جاری رکھا اور چل پڑے، راستے میں شیر کا سامنا ہوا شیر نے ان کی پیٹھ پر مارا اور جگر نکال کر کھا گیا۔

ملائکہ علیہم السلام:

یوسف بن الاسباط کہتے ہیں: ایک مرتبہ سفیان ثوری کے سامنے ملائکہ کا تذکرہ چلا تو فرمایا: مجھے یہ روایت پہنچی ہے، اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کو کوئی کام سرانجام دینے کا حکم دیتے ہیں اگر وہ اڑنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے پر کاٹ دیئے جاتے ہیں قیامت تک وہ آسمان کی طرف نہیں چڑھ سکتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بنی آدم کے گناہ جب زیادہ ہو گئے تو فرشتے آسمان وزمین نے ان کے لئے بددعا دی، اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے پاس پیغام بھیجا کہ انسانوں کی طرف خواہشات نفس اور شیطان سے تمہارا پالا پڑے گا تو تم بھی ان کی طرح گناہوں میں مبتلا ہو جاؤ گے تو فرشتے اپنے اپنے خیال میں کہنے لگے اگر نفس وشیطان بھی ساتھ ہو جائیں تب بھی ہم گناہوں سے بچ جائیں گے۔تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی انہیں مطلع فرمایا کہ تم فرشتوں میں سے سب افضل ترین فرشتوں کو منتخب کرو انہوں نے ہاروت و ماروت کو اس کے لئے چن لیا۔

چنانچہ ہاروت اور ماروت حکم بن کر زمین پر اترے تو الزھرۃ بھی عورت کی صورت میں زمین پر اتری اہل فارس الزھرہ کو بیدخت کہتے ہیں (حسن کا پوتا) یہ فرشتے پہلے صرف مومنین کے لئے دعاء مغفرت کرتے اور یہ دعا کرتے:

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَىْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْماً فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ. (غافر: ۷)

”اے پروردگار ہمارے سمالیا تو نے ہر چیز کو رحمت کر اور علم کو پس بخش واسطے ان لوگوں کے کہ توبہ کی اور پیروی کی راہ تیری کی“

جب ان سے خطاء سرزد ہوئی تو تمام اہل زمین کے لئے دعا کرنے لگے، خطا کے صدور کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک جگہ سزا کو بھگتنے کا اختیار دیا تو انہوں نے دنیا کی سزا بھگتنے کو اختیار کیا۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۱۳۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ان ادم عليه السلام اهبطه الله عزوجل الى الارض، قالت الملائكة: اى رب اتجعل فيها من يفسد فيها و يسفك الدماء و نحن نسبح بحمدك و نقدس لك قال انى اعلم ما لاتعلمون“ (البقرہ: ۳۰)

''اللہ تعالیٰ نے ادم علیہ السلام کو جب زمین میں اتار دیا تو ملائکہ نے کہا اے اللہ آپ زمین میں اس کو خلیفہ بنا رہے ہیں جو اس میں فساد کریگا، اور خون ریزی کریگا اور ہم آپ کی تحمید کرتے ہیں اور پاکی بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں جو جانتا ہوں تم نہیں جانتے''

فرشتوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم بنی آدم کے مقابلے میں آپ کی زیادہ اطاعت کریں گے، تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: تم دو فرشتوں کو منتخب کرو ان کو میں زمین پر اتار دوں گا (تاکہ ہم دیکھ لیں کہ وہ کس طرح عمل کرتے ہیں فرشتوں نے ھاروت اور ماروت کو اس کے لئے چن لیا۔ چنانچہ ان کو زمین پر اتارا گیا)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ایک دن فرشتوں نے بنی آدم کے اعمال پر بات چیت کی اور انسانوں سے سرزد ہونے والے گناہوں پر گفتگو کرنے لگے، ان کو بتایا گیا اگر انسانوں کی طرح نفس وشیطان تم پر بھی مسلط ہو جائیں تو تم بنی آدم کی طرح گناہ کا ارتکاب کرو گے تم اپنے میں سے دو فرشتے منتخب کرلو، چنانچہ انہوں نے دو فرشتوں ھاروت اور ماروت کو منتخب کیا۔ ان کو زمین میں اترنے کا حکم دیا گیا۔ اور ان کو کہا گیا کہ چوری نہ کرو، زنا سے باز رہو، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ چنانچہ وہ دونوں اترے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خدا گواہ ہے کہ شام نہ ہوئی تھی کہ انہوں نے محرمات کا ارتکاب شروع کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۱۳۸)

حضرت شعیا علیہ السلام اور بنو اسرائیل

حضرت وھب بن منبہ رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے حضرت شعیا علیہ السلام سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ ہماری نماز میں نورانیت نہیں ہے اور ہماری زکوۃ نے ہمارے اندر تزکیہ پیدا نہیں کیا اور ہم کبوتر کی طرح روتے اور بھیڑیئے کی طرح گڑگڑاتے نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ اس کا کیا سبب ہے؟ کونسی چیز اس میں مانع ہے؟ کیا میرے پاس کسی چیز کی کمی ہے؟ حالانکہ تمام زمین وآسمان کے خزانے میرے قبضے میں ہیں

میں جیسے چاہتا ہوں خرچ کرتا ہوں یا اس لیے کہ میری رحمت وسیع نہیں ہے؟ میری رحمت کی بناء پر ہی رحم کرنے والے آپس میں رحم کرتے ہیں یا اس لیے کہ میں بخیل ہوں؟ کیا میں عطا کرنے والوں میں سب سے زیادہ سخی اور افضل نہیں ہوں؟ اگر یہ لوگ غور کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ خود ان کی جانیں ان کی سب سے بڑی دشمن ہیں، میں ان کی نماز میں نورانیت کیسے پیدا کروں حالانکہ ان کے دل دنیا کی طرف مائل ہیں اور انہوں نے میری ممنوعات کو اپنے لیے حلال سمجھ رکھا ہے؟ میں ان کے روزے کیسے قبول کروں، حالانکہ وہ اس کو حرام کھانے سے قوت فراہم کرتے ہیں؟ اور میں ان کی زکوٰۃ کو کیسے قبول کروں حالانکہ انہوں نے لوگوں کو اپنے غضب کا نشانہ بنایا ہے؟ بھلا میں اس پر ان کو اجر کیسے عطاء کروں؟ میں نے تو زمین و آسمان کی پیدائش کے دن ہی فیصلہ کر لیا تھا اور اس کے لیے لازمی موت مقرر کر دی تھی جو کہ واقع ہو کر رہے گی میں اس کے لیے ایک اُمّی نبی بھیج رہا ہوں جو نہ فحش گو ہوگا، نہ ہی درشت رو ہوگا اور نہ ہی سخت مزاج ہوگا اور نہ ہی بازاروں میں شور و غل مچانے والا ہوگا، میں اسے ہر اچھی عادت سے مزین کروں گا اور اخلاق کریمانہ عطا کروں گا، پھر اس کے دل میں تقویٰ اور عقل میں حکمت اور طبیعت میں نیکی اور وفاداری کا وصف پیدا کروں گا اور اس کی امت کو بہترین امت بناؤں گا جو تمام لوگوں کے لیے نکالی جائے گی جو نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرے گی اور وہ امت یہ تمام کام مجھ پر ایمان اور (عمل میں) اخلاص کے سبب کرے گی، وہ اپنے اعضاء و جوارح کو پاک رکھے گی، بلند جگہوں پر میرے لئے نماز پڑھے گی، ان کی اناجیل (کتابیں) ان کے سینے میں محفوظ ہونگی اور قربانی ان کے خون (جانیں) ہونگے وہ دن کے شیر (شہسوار) اور رات کے رہبان (عبادت گزار) ہوں گے۔ یہ میرا فضل ہے، جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں اور میں عظیم فضل والا ہوں۔

اصحابِ سبت

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت تک ان کی بینائی درست تھی میں نے دیکھا وہ قرآن کی تلاوت کررہے ہیں اور رو رہے ہیں میں نے کہا میں آپ پر قربان آپ کیوں رو رہے ہیں انہوں نے فرمایا: افسوس تمہیں ایلہ کے بارے میں علم ہے۔ میں نے عرض کیا ایلہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایلہ ایک بستی ہے جس میں یہودی رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہفتے کے دن مچھلیوں کا شکار حرام کردیا تھا۔ لیکن ہفتے کے روز بڑی بڑی مچھلیاں اونٹوں جتنی نمودار ہوتیں اور دیگر دنوں میں غائب ہو جاتیں۔ اس لیے وہ دیگر دنوں میں سخت محنت اور جدوجہد کے ساتھ مچھلیاں پکڑتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور کہنے لگے کیوں نہ ہم انہیں ہفتے کے روز مچھلیوں کا شکار کرلیا کریں لیکن کھا اور دنوں میں لیا کریں بعض لوگوں نے اس مشورہ پر عمل کیا اور ہفتے کے روز مچھلیوں کو پکڑا اور انہیں بھونا۔ ان کے رشتہ داروں نے جب بھوننے کی خوشبو سونگھی اور کہنے لگے۔ اللہ کی قسم! انہوں نے ہفتے کے روز مچھلی کا شکار کیا اور انہیں کچھ نہیں ہوا۔ چنانچہ ان کے دیکھا دیکھی دوسرے لوگوں نے بھی ہفتے کے دن شکار شروع کردیا اور یہ بات ان میں عام ہوگئی اس معاملے میں لوگ تین گروہ ہوگئے ایک گروہ نے شکار کھالیا اور دوسرے نے انہیں روکا تیسرے گروہ نے کہا۔

لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَانِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا.

''تم ایسی قوم کو کیوں وعظ و نصیحت کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ ہلاک کرے گا یا ان کو سخت عذاب دے گا'' (الاعراف : ۱۶۴)

جس فرقہ نے انہیں اس فعل شنیع سے روکا تھا وہ کہنے لگے ہماری قوم! ہم تمہیں اس بات سے ڈراتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کسی عذاب میں مبتلا نہ کردے کہ تمہاری شکل بدل دے۔ تمہیں زمین میں دھنسا دے تم پر پتھر برسائے یا تمہیں کسی اور طریقہ سے ہلاک کردے قسم بخدا! ہم تمہارے ساتھ یہاں رات بسر نہیں کرسکتے انہوں نے یہ کہا اور شہر کی فصیل

سے باہر نکل گئے اگلے دن وہ شہر کی فصیل کے پاس آئے ان میں ایک شخص دیوار پر چڑھا اور اندر جھانک کر کہنے لگا اللہ کے بندو! واللہ ان کی دمیں بھی ہیں اور وہ چیخ بھی رہے ہیں۔ وہ شخص فصیل کے اندر کودا اور اس نے دروازہ کھول دیا لوگ اندر چلے گئے بندر اپنے انسانی نسب کو پہچانتے تھے۔ لیکن اپنے بندروں والے نسب کو نہیں پہچانتے تھے بندر انسان کے پاس آتا۔ انسان اس سے کہتا تو فلاں ہے وہ اپنے سر سے اشارہ کرتا کہ ہاں اور رونے لگتا ان لوگوں نے ان سے کہا ہم نے تو تمہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ" (الاعراف: ۱۶۵)

"ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو برے عذاب میں گرفتار کیا کہ وہ نافرمانی کرتے تھے"

مجھے معلوم نہیں کہ تیسرے گروہ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا کتنے ہی گناہ ہیں جنہیں ہم دیکھتے ہیں لیکن لوگوں کو ان سے منع کرتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس وجہ سے رو رہے تھے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا میں آپ پر قربان! آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ ان لوگوں نے پہلے روکا جب انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ باز نہیں آئیں گے تو انہوں نے کہا:

لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا نِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا.

"تم ایسی قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو کہ جس کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے یا اس کو سخت عذاب دے گا"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو میری بات پسند آئی اور مجھے انعام میں ایک چادر عطا فرمائی۔ (تفسیر ابن کثیر ۲/ ۲۵۸)

حضرت عطاء بن سائب فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اسی دوران ایک شیخ تشریف لائے اور بیٹھ گئے لوگ بھی ان کے ارد گرد بیٹھ گئے اور کہنے لگے یہ حضرت عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب میں سے ہیں وہ شیخ کہنے لگے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ:

"اسئَلهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ"

(الاعراف: ۱۶۳)

کے بارے میں سنا کہ آپؓ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے ان پر ہفتے کے دن شکار حرام کیا۔ تو مچھلیاں ہفتے کے روز خود کو محفوظ خیال کرتیں اور سطح آب پر نمودار رہتیں لیکن یہ لوگ ہفتے کے روز مچھلیاں پکڑ نہیں سکتے تھے جب ہفتے کا دن گزر جاتا تو مچھلیاں بھی غائب ہو جاتیں اور انہیں بھی دوسرے لوگوں کی طرح مشکل سے شکار کرنا پڑتا جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے ہفتہ کے روز شکار کا ارادہ کیا تو ان کی قوم کے نیک لوگوں نے انہیں ایسا کرنے سے روکا لیکن یہ نافرمان لوگ رکنے کی بجائے روکنے والوں سے جنگ پر آمادہ ہو گئے لیکن ان میں سے بعض جنگ نہیں چاہتے تھے کیونکہ روکنے والوں میں ان کے والدین بھائی اور رشتہ دار بھی شامل تھے لہٰذا ان کے کہنے سے دوسرے گنہگار بھی جنگ سے باز آ گئے۔ نیک لوگوں نے ان سے کہا اگر تم ہماری بات نہیں مانتے تو ہم تمہارے اور اپنے درمیان دیوار بنا لیتے ہیں چنانچہ انہوں نے دیوار کھینچ لی جب انہوں نے دیوار کی دوسری جانب انسانی آوازوں کو نہ سنا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم دیکھیں تو سہی ہمارے بھائیوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوا انہوں نے دیکھا تو ان کی شکلیں مسخ ہو چکی تھیں اور انہیں بندر بنا دیا گیا تھا انہوں نے بڑوں کو بڑی جسامت سے اور چھوٹوں کو چھوٹی جسامت سے پہچانا ان بندروں نے جب انہیں دیکھا تو انہیں دیکھ کر رونے لگے یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد کا ہے۔

حضرت ایوب فرماتے ہیں کہ حضرت حسن نے ایک روز یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

واسئَلهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ. (اعراف: ۱۶۳)

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر مچھلی ایک دن کے لیے حرام کی تھی جبکہ باقی دنوں میں اس کے شکار کی اجازت تھی حرمت والے دن یعنی ہفتے کے دن مچھلیاں حاملہ اونٹنی کی طرح

نمودار ہوتیں اور ہر ایک کو نظر آتیں وہ لوگ انہیں پکڑنا چاہتے لیکن رک جاتے میں نے یہی دیکھا ہے کہ جو شخص گناہ کا اکثر ارادہ کرتا ہے۔ وہ گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ گناہ کا ارادہ کرتے رہے اور اس سے رکتے رہے بالآخر ایک دن انہوں نے مچھلی پکڑ کر کھا ہی لی لیکن اس کے سبب انہیں دنیا کی ذلت اور آخرت کی رسوائی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ مسلمانوں کو مچھلی کی بہ نسبت خدا تبارک وتعالیٰ کی طرف ہی رغبت ہونی چاہیے۔

حضرت عثمان بن عطاء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جن لوگوں نے ہفتہ کے دن نافرمانی کی تھی انہیں آسمان سے ندا دی گئی کہ اے بستی والوں تو ان میں سے ایک جماعت بیدار ہوئی پھر انہیں تیسری بار آواز دی گئی اے بستی والو تو تمام مرد عورتیں اور بچے بیدار ہو گئے پھر ان سے کہا گیا:

كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ. (البقرہ: ٦٥)

''تم ذلیل خوار بندر ہو جاؤ''

حضرت ابراہیم بن اشعث فرماتے ہیں مجھے ایلہ کے اہل علم کے ایک شیخ نے بیان کیا جس رات ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا وہ رات انہوں نے اپنی بستی میں گزاری جب ایک تہائی رات گزر گئی تو آواز آئی اے بستی والو! یہ آواز ہر چھوٹے بڑے نے سنی انہوں نے جب یہ آواز سنی تو دہشت زدہ ہو کر اپنے بستروں سے کود پڑے اور ایک دوسرے پر گرتے پڑتے باہر نکل آئے پھر اپنے بستروں پر لیٹ گئے جب رات کا دوسرا پہر گزر گیا تو پھر آواز آئی اے بستی والو! وہ پھر اپنے بستروں سے کودے اور ایک دوسرے پر گرتے پڑتے باہر کی طرف بھاگے پھر کچھ دیر کے بعد اپنے بستروں میں لوٹ آئے۔

جب رات کا تیسرا اور آخر پہر ختم ہونے کو تھا تو انہیں آواز دی گئی اے بستی والو!

كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ. (البقرہ: ٦٥)

مسخ وخسف

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا بندر اور خنزیر (مسخ شدہ) یہودیوں کی نسل میں سے ہیں آپؐ نے فرمایا:

''ان اللہ عزوجل لم یلعن قومًا فمسخھم فکان لھم نسل حتی یھلکم، ولکن ھذا خلق کان، فلما غضب اللہ عزوجل علی الیھود مسخھم فکانو مثلھم''

''اللہ نے ناراض ہوکر جب بھی کسی قوم کو مسخ کیا تو اس کی آگے نسل نہیں چلائی بلکہ اسے ہلاک کر دیا بندر اور خنزیر یہ مخلوق پہلے سے تھی جب اللہ تعالیٰ یہود پر غصے ہوئے تو ان کی شکلیں مسخ کر دیں اور وہ بندر اور خنزیر جیسے ہو گئے''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے مسخ کیے جانے والوں کے بارے میں پوچھا کہ آیا ان کی نسل آگے چلتی ہے آپؐ نے فرمایا:

''ما بمسخ احد قط و یکون لہ نسل ولا عقب''

''جس کسی کو بھی مسخ کیا جاتا ہے اس کی نسل اور اولاد آگے نہیں چلتی''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ تو قارون نے انہیں جمع کیا اور کہا تم نے موسیٰ علیہ السلام کی نماز روزہ اور ایسی بہت سی چیزوں میں اطاعت کی جن کو تم نہیں جانتے تھے کیا تم یہ برداشت کر سکتے ہو کہ اپنے مال بھی اسے دے دو انہوں نے کہا ہم انہیں اپنا مال نہیں دیں گے۔ تمہارے پاس کوئی ایسی تدبیر ہے جس کے ذریعے ہم مال دینے سے بچ جائیں؟ اس نے کہا ہم بنی اسرائیل کی فاحشہ عورت سے بات کر لیتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ وہ عوام الناس اور معزز لوگوں کے سامنے موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگا دے اس نے لوگوں کی موجودگی میں موسیٰ علیہ السلام پر یہ الزام لگا دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کے خلاف بدعا کی۔ اللہ پاک نے زمین

کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرنے کا حکم دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں اپنے اندر دھنسا دے زمین نے انہیں ٹخنوں تک اندر دھنسا دیا یہ دیکھ کر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارنا شروع کر دیا۔ آپؑ نے زمین سے پھر کہا انہیں دھنسا دے زمین نے ان لوگوں کو گھٹنوں دھنسا دیا وہ پھر پکارنے لگے اے موسیٰ! اے موسیٰ (رحم کرو) آپؑ نے زمین سے کہا انہیں دھنسا دے زمین نے انہیں گردنوں تک دھنسا دیا وہ پھر پکارنے لگے اے موسیٰ، اے موسیٰ آپؑ نے زمین سے پھر کہا انہیں دھنسا دے تو زمین نے انہیں اپنے اندر غائب کر لیا۔

اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اے موسیٰ میرے بندے تجھ سے سوال اور تیرے سامنے عاجزی کرتے رہے لیکن تو نے ان کے سوال اور عاجزی کو قبول نہ کیا۔ مجھے میری عزت کی قسم اگر وہ مجھے پکارتے تو میں ان کی دعا قبول کر لیتا۔

قارون:

حضرت خیثمہ فرماتے ہیں میں نے انجیل میں پڑھا قارون کے خزانوں کی چابیوں کا بوجھ ساٹھ بڑے بڑے خچر اٹھاتے تھے ان میں ہر چابی روشن چراغ کی طرح ہوتی تھی اور ہر چابی الگ خزانے کی تھی۔

حضرت ابو مالک فرماتے ہیں اگر ان خزانوں کی چابیوں میں سے ایک بھی دنیا والوں کو دے دی جاتی تو ان کو کافی ہو جاتی۔

حضرت مجاہد ارشاد باری تعالیٰ:

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ. (القصص: ۷۹)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قارون ترکی گھوڑے پر جس پر سرخ رنگ زین ہوتی تھی زرد رنگ کے کپڑے پہن کر نکلتا تھا۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ قارون روزانہ اپنے قد کے موافق قیامت تک زمین میں دھنسایا جاتا رہے گا اور وہ چیختا رہے گا۔

دو بادشاہوں کی سزا:

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے کہا آج مجھ سے زیادہ عزت والا کوئی نہیں اللہ پاک نے اپنی سب سے کمزور مخلوق مچھر اس پر مسلط کر دی وہ اس کے ناک میں داخل ہو گیا بادشاہ لوگوں سے کہتا تھا یہاں مارو۔ لوگوں نے اس کے سر پر کلہاڑے مار مار کر اس کے ٹکڑے کر دیئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک بادشاہ نے تخت پر بیٹھ کر (بڑائی کا) بول بولا۔ اللہ پاک نے اس کی شکل کو مسخ فرما دیا۔ یہ معلوم نہیں آیا کہ مکھی کی شکل میں تبدیل کیا یا کسی اور چیز کی شکل میں۔

حضرت لوطؑ کے والد:

حضرت سلیمان بن مرد فرماتے ہیں جب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے لگے تو ایک عورت آئی انہوں نے اس سے کہا تو کہاں جاتی ہے اس نے کہا میں اس آدمی کی طرف جا رہی ہوں جسے جلایا جا رہا ہے اور وہ یہ آیت پڑھ رہا ہے:

اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ. (صآفات: ۹۹)

جب لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تو انہوں نے فرمایا:

حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ. (الانبیاء: ۶۹)

"ہم نے کہا کہ اے آگ تو ابراہیمؑ کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا"

حضرت لوط کا والد جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچازاد تھا کہنے لگا میری وجہ سے آگ نے انہیں نہیں جلایا یہ سن کر اللہ پاک نے اس پر آگ بھیجی جس نے اسے جلا دیا۔

حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بنی اسرائیل بہت سخت تکلیف میں مبتلا

ہوئے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کیجئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے دعا کی اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اے موسیٰ تو اپنی قوم کے بارے میں گفتگو کرتا ہے جن کی خطاؤں نے میرے اور ان کے درمیان کو تاریک کیا ہوا ہے انہوں نے تجھ سے دعا کی لیکن تو نے ان کی دعا کو قبول نہ کیا مجھے میری عزت کی قسم اگر وہ مجھ سے دعا کرتے تو میں ضرور ان کی دعا قبول کر لیتا۔

اصحاب فیل:

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو ہلاک کرنا چاہا تو ان پر سمندر سے ابابیل جیسے پرندے بھیجے جن کا رنگ سیاہ وسفید تھا ہر پرندہ سیاہ وسفید رنگ کے تین پتھر اٹھائے ہوئے تھا دو پتھر پنجوں میں اور ایک چونچ میں ان پرندوں نے ان کے سروں پر صفیں بنالیں اور چیختے ہوئے ان پر پتھر برسا دیئے ان میں سے جس کے سر پر پتھر لگا اس کی دبر کے راستے سے نکل گیا اور جس کے جسم کی ایک جانب لگا اس کی دوسری جانب سے نکل گیا۔ اللہ پاک نے ان پر سخت آندھی بھیجی اور پتھر برسائے جس سے وہ تمام کے تمام ہلاک کر دیئے گئے۔

حضرت عبید بن عمیرؒ فرماتے ہیں ان پر سیاہ رنگ کے سمندری پرندے آئے جن کے چونچوں اور پنجوں میں پتھر تھے حضرت سفیان فرماتے ہیں ''ابابیل'' (سورۃ الفیل آیت ۳) سے مراد پورا غول ہے۔

فرعون:

حضرت کعب قرظی فرماتے ہیں جب فرعون نے اپنی قوم سے کہا:

مَاعَلِمۡتُ لَکُمۡ مِنۡ اِلٰهٍ غَیۡرِیۡ. (قصص:۸)

''میں اپنے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں جانتا''

تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ذات باری تعالیٰ کے لیے غصے میں آکر عذاب کے پر پھیلائے اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے جبرئیل علیہ السلام سزا دینے میں وہ جلدی کرتا

ہے جنہیں یہ ڈر ہو کہ وہ پھر بدلہ نہ لے سکے گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے اسے یہ کہنے کے بعد چالیس سال تک مہلت دی حتی کہ اس نے کہا:

اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی. (نازعات: ۲۵)

''میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں''

اسی بارہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى. (نازعات: ۲۵)

یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلی بات اور دوسری بات دونوں پر پکڑ فرمائی اور اسے اور اس کے لشکروں کو غرق کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرعون کے منہ میں گارا ٹھونسنا شروع کر دیا۔

حضرت شداد بن ھادیثی فرماتے ہیں مجھ سے ذکر کیا گیا کہ فرعون ستر ہزار سیاہ گھوڑوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں نکلا جبکہ گھوڑوں کے علاوہ اور جانور بھی اس کے لشکر میں موجود تھے۔

حضرت ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے تو ان کے سامنے سمندر آ گیا ان کے لئے سمندر سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا پیچھے سے فرعون اپنے لشکر کے ہمراہ نمودار ہوا۔

فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝
قَالَ كَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ. (شعراء: ۶۱.۶۲)

''پس جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰؑ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم پکڑے گئے، موسیٰؑ نے کہا کہ ہرگز نہیں بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے ضرور راہ دکھائے گا''

یعنی اللہ تعالیٰ مجھے نجات کے لئے راستہ دکھائے گا اس نے میرے ساتھ یہ وعدہ کیا

ہوا ہے اور وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ جب موسیٰ علیہ السلام تجھ پہ لاٹھی ماریں تو پھٹ جانا پس سمندر کا پانی اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف سے آپس میں ٹکراتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرتا رہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی:

اَنِ اضْرِبْ بِعَصَاکَ الْحَجَرَ. (شعراء: ۶۳)

''تم اپنا عصا پتھر پر مارو''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پانی پہ ماری اور اس میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قدرت بھی موجود تھی۔

فَانْفَلَقَ فَکَانَ کُلُّ فِرْقٍ کَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ. (شعراء: ۶۳)

''تو وہ پھٹ گیا اور ہو گیا ہر ٹکڑا ایک بڑے پہاڑ کی مانند''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا. (طٰہٰ: ۷۷)

''پس ان کے لیے راستہ بناؤ''

جب ان کے لیے سمندر میں خشک راستہ بنا دیا گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر چلے آپ کے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر تھا۔

حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے بیان کیا گیا جب بنی اسرائیل پانی میں داخل ہو گئے اور کوئی باقی نہ رہا تو فرعون ایک ترکی گھوڑے پر سوار آگے بڑھا اور سمندر کے کنارے رک گیا سمندر کا پانی ابھی ٹھہرا ہوا تھا گھوڑا آگے بڑھنے سے خوفزدہ ہوا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسے گھوڑی دکھلائی جو جفتی کروانی چاہتی تھی اور اسے اس گھوڑے کے قریب کیا۔ گھوڑے نے اسے سونگھا جب گھوڑے نے اس کی سونگھ لی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے گھوڑی آگے بڑھا دی یہ دیکھ کر فرعون کا گھوڑا بھی آگے بڑھا فرعون کے لشکر نے جب دیکھا کہ فرعون سمندر میں داخل ہو گیا تو اس کے پیچھے وہ بھی داخل ہو گئے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام آگے آگے تھے اور فرعون ان کے پیچھے تھا اور حضرت

میکائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے پر سوار تمام لشکر کے پیچھے تھے اور انہیں تیزی سے ہانک رہے تھے اور کہہ رہے تھے آگے والوں سے مل جاؤ۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام اکیلے سمندر پار کر گئے اور حضرت میکائیل علیہ السلام دوسرے کنارے پر رہ گئے اور فرعون اپنے تمام لشکر سمیت سمندر کے اندر تھا کہ اچانک سمندر کا پانی آپس میں مل گیا۔

فرعون نے جب اللہ پاک کی یہ قدرت دیکھی تو پکار اٹھا:

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. (یونس: ۹۰)

''میں ایمان لایا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں''

اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ. (یونس: ۹۱)

''کیا اب ایمان لاتے ہو حالانکہ اس سے پہلے تم نے نافرمانی کی تھی اور تو فسادیوں میں سے تھا''

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے عبرت کا نشانہ بنا دیا کہ وہ اپنے بارے میں جیسا کہتا تھا ویسا نہیں تھا۔ کہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو نکال کر لوگوں کو نہ دکھا دیتے تو بعض لوگ اس کی موت کے بارے میں شک میں مبتلا رہتے۔

ظالم:

حضرت ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ تبارک و تعالیٰ یمھل الظالم حتی اذا اخذہ لم یفلتہ

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ ظالم کو مہلت دیتے ہیں پھر جب اسے پکڑتے ہیں تو چھوڑتے نہیں پھر آپ ؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ. (ھود: ۱۰۲)

''تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے''

سزا میں تاخیر:

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے قبیلہ ازد کے ایک شیخ نے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے امام شعبی کو دیکھا وہ ایک خط پڑھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ اس پر تعجب کا اظہار کر رہے تھے یہ کس قدر چھوٹا خط ہے لیکن اس میں کتنی بلیغ باتیں ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا عبدالحمید کی طرف بھیجا ہوا خط تھا جس میں لکھا امابعد اللہ تعالیٰ کا تیری سزا دینے میں تاخیر کرنا تجھے غفلت میں نہ ڈالے سزا دینے میں جلدی وہی کرتا ہے جسے اس بات کا ڈر ہو کہ وہ پھر سزا نہ دے سکے گا۔ والسلام

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں۔ ایک عابد نے ستر سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ایک دن اس کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کا گزر ہوا اس عابد نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا میں فلاں بستی کو الٹنے (برباد کرنے) جا رہا ہوں۔

عابد نے کہا وہ کس لیے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا وہ بیس سال سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہے ہیں عابد نے کہا کیا اللہ تعالیٰ بیس سال تک اپنے بندوں کو مہلت دے دیتا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ جبرئیل علیہ السلام آگے چلے گئے عابد اپنے گھر آیا اور اپنی اولاد کو جمع کر کے کہا تم نے مجھے کیسا پایا۔ اولاد نے کہا آپ ایک اچھے والد ہیں۔ عابد نے کہا۔ میں چاہتا ہوں تم ہتھیار تیز کر لو۔ ہم ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ اولاد نے کہا ابا جی! ستر سال کی عبادت کے بعد، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو فرمایا تیری توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

حضرت وھب بن منبہ سے روایت ہے کہ طالوت نے اپنی بیٹی سے کہا مجھے داؤد علیہ السلام کی جماعت پہ اختیار دے دے میں اسے قتل کر کے توبہ کر لوں گا بیٹی نے کہا اگر موت نے ہمیں مہلت نہ دی تو کیا ہوگا۔

اہل عقوبات

حضرت وھب بن منبہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے علماء سے فرمایا۔ تم عمل نہ کرنے کے لیے علم سیکھتے اور دین کی سمجھ حاصل کرتے ہو۔ تم دین کے ذریعے دنیا جمع کرتے ہو۔ تم لوگوں پر پہاڑ جتنا قرض چڑھا دیتے ہو (پھر ان کی مدد نہیں کرتے) تم پانی بھی پھونک کر پیتے ہو لیکن پہاڑوں جتنی حرام چیزیں نگل جاتے ہو۔ اپنے کپڑوں کو صاف رکھتے ہو اور دنبوں کی کھالیں پہنتے ہو اور اپنے جسموں کو کپڑوں سے چھپاتے ہو اور اس ذریعے سے تم یتیموں، مسکینوں اور مفلسوں کا مال غصب کرتے ہو مجھے میری عزت کی قسم میں تمہیں ایسے فتنہ میں مبتلا کروں گا جس میں مبتلا ہو کر حلیم اور بردبار شخص بھی پریشان ہو جائے گا۔

حضرت ابوجلد فرماتے ہیں میں ایسے زمانے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس میں بڑی عمر کے لوگ لمبی امیدیں باندھیں اور چھوٹے چھوٹی عمر میں فوت ہو جائیں جس میں آزاد شدہ غلاموں کو آزاد نہ کیا جائے جس میں ایسے لوگ ہوں گے جو لمبی امیدوں میں لگے رہیں گے اور خوف خدا سے عاری ہوں گے۔ ان کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ ان کے دل بھیڑیوں کی طرح ہوں گے اور وہ ایک دوسرے پر رحم نہیں کریں گے۔

حضرت محمد بن ابی حلد فرماتے ہیں لوگوں پر ایسے بادشاہ بھیجے جائیں گے جن کے واسطہ سے دعا کی جائے گی۔

حضرت قتادہ، ارشاد باری تعالیٰ: وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان کے مکانات گر چکے اور ان کے نشانات مٹ چکے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا ظهر السوء فی الارض انزل اللّٰه عزوجل باهل الارض بأسه.

جب زمین میں بدی ظاہر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اہل زمین پر اپنا عذاب بھیج دیتے ہیں۔

میں نے عرض کیا زمین پر تو اللہ کی اطاعت کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

نعم ثم یصیرون الی رحمة اللّٰہ عزوجل

ہاں وہ پھر اللہ کی رحمت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سو کر اٹھے تو آپؐ کا چہرہ سرخ تھا۔ اور آپؐ فرما رہے تھے عربوں کے لیے ہلاکت ہو ایسے شر سے جو قریب آ پہنچا ہے۔ آج یاجوج ماجوج کے بند دروازے کو اس قدر کھول دیا گیا ہے اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے نوے کا عدد بنایا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم نیک لوگوں کے ہوتے ہلاک ہو جائیں گے آپؐ نے فرمایا: ''نعم اذا کثر الخبث'' ہاں جب برائی زیادہ ہو جائے گی۔

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا:

ایما قوم عمل فیھم بالمعاصی ھم اعزو اکثر لم یغیروا عمّھم اللّٰہ تعالیٰ بعقابہ.

جس قوم میں گناہ کئے جاتے ہوں اور نیک لوگ غالب اور کثرت میں ہونے کے باوجود گناہوں کو نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ سب کو سزا دیتے ہیں۔

حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مامن قوم یعمل بین اظھر ھم من یعمل بالمعاصی ھم اعزو امنع لم یغیروا علیہ. الااصابھم اللّٰہ تعالیٰ منہ بعذاب.

جس قوم کے سامنے گناہ کئے جائیں اور وہ غالب اور کثیر ہونے کے باوجود انہیں نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ ان پر بھی عذاب نازل فرمائیں گے۔

فتنے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **سیصیب امتی داء الامم** ۔ میری امت کو داء الامم پہنچے گی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ داء الامم کیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

الاشر و البطر و التکا ثر و التنافس فی الدنیا و التنعم، و التحاسد حتی البغی ثم یکون الھرج .

غرور اور نعمتوں میں پڑ کر بہک جانا دنیا میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا اور سبقت لے جانا اور پر تعیش زندگی بسر کرنا ہے اور آپس میں حسد کرنا یہاں تک کہ بغاوت ہوگی اور اس کے بعد ''ھرج'' (فتنہ وفساد) ہوگا۔

صحابی رسول حضرت ابو حوالہ فرماتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت ﷺ نے ایک بار مال غنیمت کے حصول کے لئے بھیجا۔ ہم گئے لیکن مال غنیمت میں کچھ نہ ملا جب آنحضرت ﷺ نے ہماری یہ مشقت دیکھی تو دعا کی اے اللہ انہیں مجھ پر ہی نہ چھوڑ دے کہ میں کمزور ہو جاؤں انہیں لوگوں کے سپرد کر کہ وہ انہیں کمتر سمجھیں نہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ کر کمزور ہو جائیں تو انہیں اپنی جانب سے رزق عطا فرما۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم فارس اور روم کے خزانوں کی تقسیم کرو گے اور تم میں سے ہر ایک کو اتنا اتنا مال ملے گا حتی کہ اگر تم میں سے کسی کو سو دینار ملیں گے تو وہ ناراض ہوگا۔ پھر آپؐ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا اور فرمایا۔ ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس تک پہنچ گئی تو سمجھ لینا کہ زلزلے اور قتل قریب ہو گئے اور قیامت لوگوں سے اس سے بھی زیاد قریب ہوگی جتنا کہ میرا ہاتھ تمہارے سر کے قریب ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم ضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ تم آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے لگو گے اور تمہارے برے لوگ اچھے لوگوں پہ غالب آجائیں گے اور قتل کر دیں گے حتی کہ کوئی ایک بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا نہیں بچے گا۔ پھر تم اپنے دشمنوں کے خلاف دعا کرو گے تو قبول نہیں ہوگی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں برا دن، برا سال، برا مہینہ اور برا زمانہ وہ ہوگا جو قیامت کے زیادہ قریب ہوگا۔

حضرت ابراہیم تیمی فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جب قیامت قائم فرمانے لگیں گے تو مخلوق پر اتنے غضبناک ہوں گے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے ہوں گے حضرت عوام

نے فرمایا حضرت حسن فرماتے ہیں کہ:

فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ.

مذکور زجرۃ بھی غصہ ہی کے سبب ہوگی۔

حضرت قیس بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک شخص حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اپنی آواز بلند کر رہا تھا میں نے اس سے کہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے سامنے آواز بلند کرتا ہے۔ اس نے کہا میں کیسے آواز بلند نہ کروں وہ کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے معاملہ کو ضرور ضائع فرمادیں گے انہوں نے کہا: میں کہہ رہا ہوں کہ جب ان کا والی کوئی ایسا شخص بن جائے گا جو اللہ کے ہاں جو کے برابر بھی نہ ہوگا۔

حیوانات پر بنی آدم کے گناہوں کے اثرات:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قریب ہے کہ گوہ انسان کے ظلم کی وجہ سے کمزور ہوکر اپنے سوراخ میں مرجائے حضرت یحیٰی بن کثیر فرماتے ہیں ایک شخص نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کہا ظالم خود پر ہی ظلم کرتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے۔ بے شک سرخاب ظالم کے ظلم کی وجہ سے گھونسلوں میں مرجاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ بنی آدم کے گناہ سیاہ بھونروں (کیڑوں) کو ان کے سوراخوں میں قتل کردیتے ہی۔ پھر فرمایا واللہ یہ قوم نوح کے غرق ہونے کے وقت سے ہے۔

حضرت مجاہد ارشاد باری تعالیٰ ''وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس سے مراد زمین پہ رینگنے والے جانور بچھو اور گریلے ہیں۔

حضرت شیبانیؒ سے روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا یہ بکری اپنے ساتھ ہونے والے سلوک کی خود ذمہ دار ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہرگز نہیں خدا کی قسم بنی آدم کے اپنے اوپر ظلم کی وجہ سے سرخاب کمزور ہوکر آسمان کی فضا میں ہلاک ہوجاتا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قریب ہے کہ سیاہ بھونرے اپنے سوراخوں میں بنی آدم کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں۔

اچھے اور برے بادشاہ:

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے طویل عمر پائی اس کے دربان بہت سخت تھے۔ایک دن اس نے کہا مجھے میرے ملک کے بہت کم لوگ جانتے ہیں کیوں نہ میں لوگوں میں پھروں تاکہ مجھے علم ہو جائے کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔

اس نے اپنے دربان سے کہا میرے پاس کوئی نہ آئے اور لوگوں کو بتادو کہ بادشاہ بیمار ہے بادشاہ وہاں سے نکل کر ایک ایسے آدمی کے پاس ٹھہرا جس کی گائے تیس گائے کے برابر دودھ دیتی تھی۔بادشاہ حیران ہوا اور کہنے لگا اگر میں اس گائے کو لے لوں تو اس کا دودھ تیس گائیوں کے دودھ سے کفایت کرے گا، پس اس گائے کا ایک تہائی دودھ خشک ہو گیا۔

بادشاہ نے اس کے مالک سے کہا تو نے اس کو کسی اور چراگاہ میں چرایا ہے یا کسی دوسرے چشمے سے پانی پلایا ہے (کہ اس کا دودھ کم ہو گیا)

اس نے کہا نہیں میرے خیال میں بادشاہ کے دل میں ظلم کا خیال پیدا ہوا جس کی وجہ سے گائے کے دودھ کی برکت چلی گئی۔بادشاہ نے کہا بادشاہ کو تیری کیا خبر۔

اس نے کہا حق بات وہی ہے جو میں نے تجھے کہی ہے بادشاہ کے دل میں جب ظلم کا خیال پیدا ہوتا ہے تو برکت چلی جاتی ہے۔بادشاہ نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ وہ کبھی اس شخص کی گائے نہیں لے گا۔بادشاہ کے عدل کی وجہ سے گائے کا دودھ لوٹ آیا۔وہ بادشاہ کہنے لگا۔مجھے علم ہو گیا کہ بادشاہ کے ظلم کی وجہ سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

حضرت موسیٰ ابن اعینؒ فرماتے ہیں، ہم حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ خلافت میں کرمان کے علاقے میں بکریاں چراتے تھے اور جنگلی جانور اور بھیڑیئے ایک ہی جگہ میں چرتے تھے ایک رات اچانک ایک بھیڑیا ایک بکری پر حملہ آور ہوا ہم نے کہا ضرور کسی نیک آدمی کا انتقال ہوا ہے۔حضرت حمادؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت موسیٰ ابن اعینؒ یا کسی اور نے بیان کیا کہ انہوں نے حساب لگایا تو اسی رات حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا انتقال ہوا تھا۔

حضرت مالک ابن دینارؒ فرماتے ہیں جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے تو پہاڑوں کی چوٹیوں پر موجود چرواہے کہنے لگے کون نیک شخص لوگوں کا خلیفہ بنا ہے۔ ان سے پوچھا گیا تمہیں اس کا علم کیسے ہوا؟ انہوں نے کہا جب کوئی نیک شخص خلیفہ بنتا ہے تو شیر اور بھیڑیئے بکریوں کا شکار کرنے سے رک جاتے ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا آپ آسمان میں ہیں اور ہم زمین میں ہیں آپ کی رضا اور ناراضگی کی علامت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میرا تمہارے اوپر نیک لوگوں کو بادشاہ بنانا میرے راضی ہونے کی علامت ہے اور برے لوگوں کو بادشاہ بنانا میرے ناراض ہونے کی علامت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا کانت امرآؤ کم خیار کم و کانت اغنیاء کم سمحآء کم و کانت امور کم شوری بینکم فظهر الارض خیر لکم من باطنها و اذا کانت امراؤ کم شرار کم و اغنیآؤ کم بخلاؤ کم و امورکم الی نسآء کم فبطن الارض خیر لکم من ظاهر ها.

جب تم میں سے اچھے لوگ تمہارے امیر ہوں تمہارے مالدار سخی ہوں اور تمہارے معاملات آپس میں مشورے سے طے ہوتے ہوں تو اس وقت زمین کے اوپر کا حصہ تمہارے لیے اس کے اندرونی حصے سے بہتر ہے۔ اور جب تم میں سے برے لوگ تمہارے امیر ہوں تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو اس وقت زمین کا اندرونی حصہ تمہارے لیے اس کے اوپر کے حصے سے بہتر ہے۔

زمین:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب مغربی سمندر کو پیدا فرمایا تو اس سے فرمایا میں نے تجھے خوبصورت بنایا اور تیرے اندر پانی کی کثرت کی میں تیرے اندر اپنے ایسے بندے بھیجوں گا جو میری بڑائی، پاکی، واحدانیت اور بزرگی بیان کریں گے،

تو ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے گا؟ اس نے کہا میں انہیں غرق کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں انہیں اپنے ہاتھ میں اٹھالوں گا۔ اور تمہارے غصہ کو تمہاری طرف ہی لوٹا دوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مشرقی سمندر سے کہا میں نے تجھے خوبصورت بنایا تیرے اندر پانی کی کثرت کی میں تیرے اندر اپنے بندے بھیجوں گا جو میری بڑائی واحدانیت اور پاکی بیان کریں گے تو ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے گا؟ اس نے کہا میں ان کے ساتھ مل کر میں آپ کی بڑائی، وحدانیت اور بزرگی بیان کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ اسے زیورات، شکار اور پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ سمٹ گئی اور کہنے لگی میرے اوپر آدم اور ان کی اولاد رہے گی تو وہ میرے اوپر گندگی ڈالیں گے اور گناہ کریں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑ گاڑ دیئے جن میں سے بعض کو تم دیکھتے ہو اور بعض کو نہیں دیکھتے۔

پہلے پہل زمین کا ٹھہرنا ذبح ہونے والے جانور کے گوشت کی طرح تھا کہ جب اسے ذبح کیا جاتا ہے تو وہ پھڑکتا ہے۔

آخری زمانہ میں سزائیں:

حضرت جابر بن یزیدؒ فرماتے ہیں حضرت شبلیؒ نے ہم سے پوچھا کہ کون سا دن سب سے زیادہ سخت ہوگا؟ ہم نے کہا قیامت کا دن اور اس طرح وہ دن جو قیامت کے زیادہ قریب ہوگا وہ پہلے سے زیادہ سخت ہوگا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں سے کوئی حبشہ کی طرف جائے گا جب وہ لوٹے گا تو بندر بنا ہوا ہوگا وہ اپنے گھر والوں کے قریب جائے گا وہ اس سے دور بھاگیں گے۔

حضرت ابراہیم تیمیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا میں نے اولاد آدم میں سے کسی سے اللہ کی رحمت کو نہیں روکا مگر فرعون نے جب کلمات ایمانیہ بولے مجھے خوف ہوا کہ یہ کلمات کہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائیں اور وہ اس پر رحم نہ فرمادیں۔ میں نے

سمندر کا گارا لیا اور اس سے اس کا منہ اور آنکھیں بھر دیں اور پھر اسے غرق کر دیا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

اقتربت الساعة ولا یزداد الناس علی الدنیا الاحرصًا ولا تزداد منهم الا بعداً۔

''قیامت قریب آ گئی ہے اور لوگوں کی دنیا کی حرص بڑھتی جا رہی ہے اور دنیا ان سے دور ہوتی جا رہی ہے''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں آدمی کو دیکھتا ہوں لیکن ان میں عقلمند نہیں ہوتے میں آوازیں سنتا ہوں لیکن ان میں پیار کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ان کی زبانیں میٹھی اور دل تنگ ہیں۔

حضرت علیم فرماتے ہیں ہم حضرت عبس غفاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے مکان کی چھت پر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے لوگوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کیوں بھاگ رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا طاعون سے بھاگ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کاش طاعون مجھے پکڑ لیتا۔ ان کے چچا زاد نے کہا آپ یہ کہہ رہے ہیں حالانکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"لا یتمن احد کم الموت فانه عند انقطاع اجله ولا یرد فیستعتب"

''تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے موت تو مدت پوری ہونے پر آتی ہے اور لوٹائی نہیں جاتی۔ آدمی کو چاہیئے وہ توبہ کرے اور اللہ کو راضی کرتا رہے''

انہوں نے کہا کیوں نہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے:

"بادروا بالموت قبل خصال ست:. امرة السفهاء و کثرة الشرط و بیع الحکم و استخفاف بالدم و قطیعة الرحم و نشو یتخذون القرآن مزامیر یتقدمون الرجل یغنیهم بالقرآن و ان کان اقلهم فقها"

''چھ چیزوں سے پہلے موت کی طرف لپکو جب بیوقوف بادشاہ بن جائیں۔فوجی زیادہ ہو جائیں فیصلوں کی خرید وفروخت ہونے لگے۔ خون کو ہلکا سمجھا جائے، قطع رحمی کی جائے، ان لوگوں کو پسند کیا جانے لگے جو قرآن کو ساز بنالیں گے، لوگ اسے امام بنائیں گے جو قرآن کو گا گا کر پڑھے گا اگر چہ وہ ان میں سب سے کم دین کی سمجھ رکھنے والا ہو''

حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا:

یا خالد انه سیکون احداث و اختلاف و فرقة فاذا کان کذالک فان استطعت ان تکون المقتول لا القاتل.

''اے خالد عنقریب نئی نئی باتیں اختلاف اور دوریاں ہوں گی جب ایسے حالات ہوں تو کوشش کرنا کہ مقتول بن جاؤ نہ کہ قاتل''

حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اذا قتتل عبداللّٰہ و عبداللّٰہ فکن عبداللّٰہ المقتول.

''جب اللہ کے بندے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں تو تم اللہ کے مقتول بندے بنو''

حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسلمانوں کے رزق میں جس قدر کمی کی جاتی ہے اسی قدر زمین اپنی پیداوار کم کر دیتی ہے۔

حضرت یزید ابن مرشد بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہا پہلے ہمارے پاس تھوڑا مال ہوتا تھا جس سے ہم فائدہ اٹھا لیتے تھے اور ہم اس میں برکت محسوس کرتے تھے آج ہمارے پاس بہت مال ہے لیکن نہ وہ ہمیں نفع پہنچاتا ہے اور نہ ہم اس میں برکت محسوس کرتے ہیں۔حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ مال ظلم سے جمع کیا گیا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لینقض عری الاسلام عروة عروة فکلما انتقضت عروة

تشبث الناس بالتی یلیھا فاولھن نقض الحکم و آخرھن الصلاۃ.

''اسلام کے احکامات کو ایک ایک کر کے توڑا جائے گا جب ایک حکم توڑ دیا جائے گا تو لوگ اس کے ساتھ والے سے چمٹ جائیں گے سب سے پہلے فیصلوں کو ختم کیا جائے گا اور سب سے آخر میں نماز کو''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس.

''قیامت سب سے برے لوگوں پر قائم ہوگی''

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تمہیں جو معاملہ بھی پیش آتا ہے اس کے بعد آنے والا اس سے زیادہ سخت ہوگا۔

حضرت کثیر بن زیادؒ فرماتے ہیں ہائے ہلاکت! علماء کے جانے کی وجہ سے لوگوں پر تنگی زیادہ ہو جاتی ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی قوم:

حضرت عروہ بن رویم لخمیؒ، ارشاد باری تعالیٰ:

فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ. (البقرہ: ۵۵)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں ان میں سے بعض کو بجلی نے پکڑ لیا اور بعض کھڑے دیکھتے رہے پھر انہیں زندہ کر دیا گیا اور باقی نصف کو بجلی نے پکڑا اور یہ کھڑے دیکھتے رہے۔ پھر آپؒ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. (البقرہ: ۵۶)

حضرت ابو شیبہؒ فرماتے ہیں مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ جنہیں مبعوث کیا گیا وہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام تھے۔

حضرت ابو عثمانؒ فرماتے ہیں فرعون کی بیوی کو سورج کی تپش سے عذاب دیا جاتا تھا۔ جب وہ لوگ اس سے دور ہوتے تو فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کر دیتے اور اس کا سر

جنت کی ہواؤں میں ڈھانپ دیتے۔

حضرت قاسم بن ابی بزہؒ فرماتے ہیں فرعون نے ستر ہزار لاٹھیاں جمع کیں اور ستر ہزار جادوگر جمع اور ستر ہزار رسیاں جمع کیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے:

يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى. (طه: ٦٦)

''ان کو جادو سے یوں معلوم ہونے لگا جیسے وہ دوڑتی ہوئی ہوں''

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا عصا پھینکنے کا حکم دیا۔ آپ نے عصا پھینکا تو وہ کھلے منہ والا اژدھا بن گیا اور وہ ان کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا یہ دیکھ کر جادوگر سجدے میں گر گئے اور جب تک انہوں نے جنت جہنم اور ان میں رہنے والوں کی جزاء کو نہیں دیکھا انہوں نے سر نہیں اٹھایا یہ دیکھ کر انہوں نے کہا:

لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ. (طه: ٧٢)

فرعون کی بیوی نے لوگوں سے پوچھا کون غالب آیا؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ھارون علیہ السلام غالب آئے یہ سن کر اس نے کہا میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لائی۔ فرعون تک جب یہ بات پہنچی تو اس نے کہا اسے سب سے بڑی چٹان کے پاس لے جاؤ اور اس سے پوچھو اگر وہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو اختیار کرے تو اس پر چٹان گرادو اور اگر مجھے اختیار کرے تو میری بیوی ہے۔ فرعون کے سپاہی انہیں لے گئے اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لائی، انہوں نے سر اٹھایا اور جنت میں اپنا گھر دیکھا اور روح پرواز کر گئی۔ انہوں نے بے روح جسم پر چٹان گرائی۔

حضرت منہال فرماتے ہیں ایک سانپ ایک میل تک اوپر اٹھا پھر [illegible] چے آیا یہاں تک کہ فرعون کا سر اس کے دانتوں (کچلی) کے درمیان تھا یہ دیکھ کر فرعون کہنے لگا اے موسیٰ آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ اور کہنے لگا آپ کو اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے اور اسی دن فرعون کو پیچش بھی لگ گئے۔

مسجد الحرام میں گناہ کی سزا:

حضرت علقمہ بن مرثدؒ فرماتے ہیں ایک آدمی نے دوران طواف ایک عورت کی کلائی دیکھی وہ اپنی کلائی کو عورت کی کلائی پر رکھ کے لذت حاصل کرنے لگا۔اس کی کلائی عورت کی کلائی سے مڑ گئی اور اس کے دونوں ہاتھوں پر فالج ہوگیا، وہ ایک بزرگ کے پاس آیا۔ انہوں نے اس سے کہا تو اسی جگہ لوٹ جا جہاں تو نے یہ کام کیا تھا اور اس گھر کے مالک سے وعدہ کر کہ تو دوبارہ ایسا نہیں کرے گا تب اسے خلاصی نصیب ہوئی۔

حضرت ابن ابی نجیح فرماتے ہیں لیساف اور نائلہ ایک مرد و عورت تھے جو شام سے حج کرنے کے لئے آئے۔ یساف نے دوران طواف نائلہ کا بوسہ لے لیا اسی پر ان دونوں کو پتھر بنا دیا گیا اور وہ اسلام کے آنے تک مسجد حرام میں رکھے رہے۔

حضرت عمرہ فرماتے ہیں یساف اور نائلہ مرد و عورت تھے۔ یساف قبیلہ جرہم اور نائلہ قبیلہ قنطورا میں سے تھی، دونوں بیت اللہ میں تھے کہ ایک نے دوسرے کا بوسہ لیا جس پر دونوں کو پتھر بنا دیا گیا۔

حضرت حویطب بن عبدالعزیز فرماتے ہیں ہم زمانہ جاہلیت میں کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت بیت اللہ کی طرف آئی وہ واپس گئی بعد اپنے خاوند کو ساتھ لیکر آئی اس کے خاوند نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ سوکھ گیا۔

حضرت حویطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اسے اسلام لانے کے بعد دیکھا اس کا ہاتھ شل تھا۔

حضرت غیلان بن جریرؒ فرماتے ہیں ایک قوم کے سردار نے اپنی بیوی کو جس کا نام میمونہ تھا چادر اوڑھائی اس نے سر اٹھایا اور کہا اللہ تیرا ہاتھ کاٹ دے۔ تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ حضرت غیلان فرمایا کرتے تھے کہ میمونہ کی بد دعا سے بچو۔

حضرت یحییٰ فرماتے ہیں ایک عورت چراغ کے پاس کھڑی اسے روشن کر رہی تھی اچانک ایک آدمی نے اسکی طرف دیکھا عورت سمجھ گئی کہ وہ اس کی طرف آ رہا ہے عورت اس کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا خیال کر تو غیر کی چیز سے اپنی نظروں کو سیر کر رہا ہے۔

زیاد بن محمد نے عقبہ سے یہ زیادتی نقل کی ہے کہ اس آدمی نے اللہ سے دعا کی کہ وہ اس کی نظر چھین لے اس کی بینائی چلی گئی اور وہ بیس سال تک اندھا رہا۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس نے اللہ سے دعا کی کہ اس کی نظر لوٹا دی جائے اللہ نے اس کی بینائی واپس کر دی۔

حضرت یحییٰ ابن ابی کثیر فرماتے ہیں مجھے یہ واقع ایک آدمی نے بتایا جس نے اسے نابینا ہونے سے پہلے بینا اور نابینا ہونے کے بعد بینا دیکھا تھا۔

حضرت مغیرہ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں حضرت یوسف بن یونس بن حماس کے پاس سے ایک عورت گذری۔ اس عورت کا خیال ان کے دل میں بیٹھ گیا۔ انہوں نے اللہ سے اپنی نظر کے چلے جانے کی دعا کی اور ان کی دعا قبول ہو گئی۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک ایک شخص ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں مسجد لاتا رہا۔ پھر ان کا پیٹ خراب ہو گیا تو اس شخص نے انہیں مسجد لانا چھوڑ دیا اس کے علاوہ کوئی اور آپ کو لانیوالا نہ تھا تو اللہ نے ان کی بینائی لوٹا دی۔ پھر موت تک آپ کی نظر درست رہی۔

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں حاجت سے زائد مال سزا ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اہل توحید کو سزا دیتے ہیں وہ اس مال کو دوسروں کے لئے عاجزی کے ساتھ مانگتے ہیں جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اسے وہ خود استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ وہ دوسروں کا رزق ہوتا ہے۔

حضرت حویطب رضی اللہ عنہ بن عبدالعزی فرماتے ہیں کعبہ میں سیاہ گھوڑوں کی لگاموں کی مثل گول دائرے تھے۔ جو شخص اپنا ہاتھ اس میں داخل کرتا تو کوئی اس پر تہمت نہ لگاتا۔ ایک دن کوئی شخص اپنا ہاتھ اس میں داخل کر رہا تھا کہ ایک شخص نے اس کا ہاتھ کھینچ لیا اس کا ہاتھ سوکھ گیا حتی کہ زمانہ اسلام میں بھی اس کا ہاتھ سوکھا ہوا تھا۔

صحابہؓ کو برا بھلا کہنے کی سزا:

ایک شیعہ ابو روح بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ میں مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران ایک شخص کھڑا ہوا جس کا آدھا چہرہ سیاہ اور آدھا سفید تھا وہ کہنے لگا! اے لوگو! مجھ سے عبرت حاصل کرو میں حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ایک رات میں ان کو گالیاں دے رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے میرے رخسار پر طمانچہ مارا اور کہا

اے اللہ کے دشمن! کیا تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا ہے؟ صبح ہوئی تو میری یہ حالت تھی۔

حضرت عمر ابن حکم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہم مکہ کے ارادے سے چلے ہمارے ساتھ ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا تھا۔ ہم نے اسے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا وہ کسی کام سے گیا تو اس پر بھڑوں اور شہد کی مکھیوں کا گروہ جمع ہوگیا۔ اس نے ہم سے مدد چاہی۔ ہم نے اس کی مدد کی تو وہ ہم پر حملہ آور ہوگئیں۔ ہم واپس لوٹ آئے۔ انہوں نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

بچے کو قتل کرنے کی سزا:

حضرت فضالہ بن حصین ضبیؒ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک خادمہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھیں کہ ایک عورت نے آپؓ کے پاس آنے کی اجازت چاہی اور کہا اے ام المومنین! میں اللہ کے اور آپ کے حوالے ہوں یہ کہہ کر اس نے اپنی گردن سے کپڑا اٹھایا تو وہاں ایک سیاہ سانپ چمٹا ہوا تھا۔ خادمہ نے کہا جب میں اسے اتارنے کے لئے آگے بڑھی تو اس نے منہ کھولا اور مجھے ڈر ہوا کہ کہیں یہ مجھے نہ کاٹ لے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تو نے کیا کیا تھا؟ اس نے کہا میرا شوہر کہیں چلا گیا تھا میں نے اس کے جانے کے بعد زنا کیا اور بچہ پیدا ہونے کے بعد اسے قتل کر دیا جب میں فلاں جگہ پہنچی تو یہ سانپ میری گردن سے چمٹ گیا۔

دینی باتوں کا استہزاء:

حضرت سلیمان بن یسار فرماتے ہیں کچھ لوگ سفر میں تھے۔ جب انوں نے کوچ کیا تو دعائے سفر پڑھی:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. (زخرف: ۱۴۔۱۳)

ان میں ایک آدمی کی اونٹنی لاغر تھی۔ اس نے طنزاً کہا میں تو اسے دعا کے ذریعے توانا بنا رہا ہوں۔ وہ اونٹنی اسے لیکر چلی اور اس کی گردن توڑ دی۔

گناہوں کی اقسام:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اذاضن الناس بالدینار و الدرھم و تبایعوابالعینة و اتبعوا اذناب البقر و ترکوا الجھاد ادخل اللّٰہ تعالیٰ علیھم ذلاً لاینزعه عنھم حتی یراجعوا دینھم.

''جب لوگ دراہم و دنانیر میں بخل کریں گے آپس میں عمدہ مال کی خرید وفروخت کریں گے اور جہاد کو چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسی ذلت مسلط فرمائیں گے جوان سے اس وقت تک دور نہیں ہوگی جب تک کہ وہ دین کی طرف نہیں لوٹ آئیں گے''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی جو نیک باتوں کا حکم نہیں دیں گے اور بری باتوں سے نہیں روکیں گے ایک دوسرے پر ایسے حملہ آور ہوں گے جیسے جانور راستے میں ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے ہیں ایک عورت راستے میں مرد کے پاس سے گذرے گی وہ مرد اس سے اپنی حاجت پوری کرے گا پھر اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹے گا تو انہیں دیکھ کر ہنسے گا اور وہ اسے دیکھ کر ہنسیں گے۔ وہ ایسے گندے پانی کی طرح ہوں گے۔ جسے پیا نہیں جاتا۔

حضرت یعقوبؑ کا شکوہ:

حضرت حسن فرماتے ہیں۔ حضرت یعقوب ایک بادشاہ کے پاس گئے۔ اس نے آپ کو غمگین دیکھا تو پوچھا آپ غمگین کیوں ہیں؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میرا مال کم ہوگیا ہے اسی وجہ سے میں غمگین ہوں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی طرف وحی بھیجی تو میرے دشمن کے سامنے میری شکایت کرتا ہے۔ میں تیرا غم ضرور طویل کروں گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اسی سال غمگین رہے اس وقت روئے زمین پر کوئی مخلوق اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں ان سے زیادہ معزز نہ تھی۔

عذاب کا وقت:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس قوم پر بھی عذاب نازل ہوا ہے سردیوں کے اختتام پر ہوا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امم سابقہ میں اللہ نے جس کو بھی عذاب دیا ہے دسمبر اور جنوری کے درمیان دیا ہے۔

فتنہ:

حضرت طارق بن شہاب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی پر حد جاری فرمائی پھر ایک دوسرے آدمی پر ہی حد جاری کی کسی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا خدا کی قسم یہ فتنہ ہے کہ ایک آدمی پر کل حد جاری ہوئی اور ایک پر آج۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا فتنہ تو اس وقت ہوگا جب تو ایسی جگہ ہوگا جہاں گناہ ہوں گے اور تو ایسی جگہ جانا چاہے گا جہاں گناہ نہ ہوتے ہوں لیکن تجھے ایسی جگہ نہیں ملے گی۔

اسرائیلی روایات:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت خضر بن عامیل علیہ السلام اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے اور جب بحر چین کے پاس پہنچے تو اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے اس سمندر میں ڈال دو۔ آپ کئی دن رات سمندر میں رہے۔ جب آپ سمندر سے باہر آئے تو آپ کے ساتھیوں نے کہا۔ اللہ نے آپ کو عزت دی اور سمندر کی اس گہرائی میں آپ کی جان کی حفاظت کی! آپ نے سمندر میں کیا دیکھا؟ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا مجھے ایک فرشتہ ملا اور اس نے کہا اے بھٹکے ہوئے آدمی تو کہاں سے آیا ہے اور کدھر جاتا ہے۔ میں نے کہا میں دیکھنا چاہتا ہوں اس سمندر کی گہرائی (عمر) کتنی ہے، فرشتے نے کہا تو اس کی گہرائی کیسے جان سکتا ہے؟ ایک آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے سے نیچے اترا ہے اور وہ قیامت تک اس کی تہہ کی تہائی تک بھی نہیں پہنچے گا۔ اور

یہ تین سو سال کی مدت ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا مجھے پانی کے مدوجزر یعنی اس کی کمی زیادتی کے متعلق بتاؤ۔ فرشتے نے کہا ایک مچھلی ہے جب وہ سانس لیتی ہے تو پانی اس کی ناک میں چلا جاتا ہے یوں پانی کم ہو جاتا ہے پھر وہ اس کو اپنی ناک سے نکالتی ہے تو یوں پانی زیادہ ہو جاتا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرشتے سے پوچھا آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ فرشتے نے کہا میں اس مچھلی کے پاس سے آرہا ہوں اللہ نے مجھے عذاب دینے کے لئے بھیجا تھا۔ سمندر کی مچھلیوں نے اللہ کے ہاں شکایت کی تھی وہ انہیں بہت زیادہ تعداد میں کھا رہی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس سے پوچھا زمین کس چیز پہ ٹھہری ہوئی ہے؟ فرشتے نے کہا سات زمینیں ایک چٹان پر قرار پذیر ہیں اور چٹان ایک فرشتے کی ہتھیلی پر ہے اور فرشتہ پانی میں رہنے والی ایک مچھلی کے پر پہ ٹھہرا ہوا ہے اور پانی ہوا پہ ٹھہرا ہوا ہے اور ہوا فضا میں ہے اس مچھلی کے سینگ عرش سے ملے ہوئے ہیں۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ابلیس اس مچھلی کے پاس آیا جس کی پشت پر یہ ساری زمین ہے۔ اور اس کے دل میں یہ بات ڈالی اے لویثا! تو جانتی ہے تیری پشت پہ جو قومیں، درخت، جانور، انسان اور پہاڑ موجود ہیں اگر تو ان کو ہلا دے تو وہ تری پشت سے گر جائیں۔ لویثا نے ایسا کرنے کا سوچا تو اللہ نے اس کی طرف ایک جانور بھیجا جو ناک کے راستے اس کے دماغ میں داخل ہو گیا۔ اس نے اللہ سے آہ وزاری کی تو وہ نکل گیا۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ وہ جانور مچھلی کو دیکھ رہا ہے اور مچھلی اسے دیکھ رہی ہے۔ اگر مچھلی نے پھر ویسا ارادہ کیا تو وہ پھر اس کے دماغ میں گھس جائے گا۔

فتنوں کے وقت مومن کی حالت:

حضرت عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لن تقوم الساعة حتى يظهرا لفحش، و قطيعة الرحم و سوء الجوار، ويؤ تمن الخائن و يخون الامين.

قیامت اس وقت قائم ہوگی جب برائیاں ظاہر ہونگی۔ رشتہ داروں سے تعلق توڑا

جائے گا۔ پڑوسی برا ہوگا۔ دیانت دار کو خائن اور خائن کو دیانت دار سمجھا جائے گا۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس وقت مومن کا کیا حال ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا:

کالنخلة و قعت فلم تکسر، و اکلت فلم تفسد و وضعت طیبا او کقطعة من ذھب ادخلت النار فاخرجت فلم تزد الاخیرا۔

وہ کھجور کے درخت کی طرح ہوگا جو گرے پڑے اور ٹوٹے نہ کیے جائیں۔ اور وہ کھایا جائے تو خراب نہ ہو وہ درست ہی رہے یا وہ سونے کے ایسے ٹکڑے کی طرح ہوگا جسے آگ میں ڈال کر نکال لیا جائے تو وہ مزید اچھا ہوگا۔

سزا کے زمانہ میں:

حضرت نعمان بن بشر نے حمص میں لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، امتحان کے زمانے میں (مصیبت کے وقت) گناہ کرنا ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

حضرت محرز بن تریث فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیا علیہ السلام یا کسی اور نبی کی طرف وحی بھیجی کہ سزاؤں کے زمانے میں آل و اولاد اور مال کو اختیار نہ کرنا۔

دوسروں سے عبرت حاصل کرو:

حضرت نصر بن اسماعیل، ارشاد باری تعالیٰ:

وَسَكَنْتُمْ فِي مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ. (ابراھیم: ۴۵)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں تمہارے ساتھ ویسا ہی کیا گیا جیسا ان کے ساتھ کیا گیا۔

حضرت ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں جنگ صفین کے لیے جاتے ہوئے جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن سے گزرے تو ان کا ایک ساتھی یہ شعر پڑھنے لگا اب ان کے گھروں کی جگہ ہوا چل رہی ہے کیونکہ وہ یہاں ایک مقررہ وقت تک تھے اچانک تمام نعمتیں اور ان کی من پسند چیزیں ان کے لئے آزمائش بن گئیں اور ختم ہوگئیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ نہ کہو بلکہ وہ کہو جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا ہے:

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ وَزُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ وَ

نِعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فٰكِهِينَ٥ كَذٰلِكَ وَاَورَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ.

(دخان ۲۵ تا ۲۸)

یہ لوگ وارث تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو ان کا وارث بنا دیا۔ ان لوگوں نے حرام کردہ چیزوں کو حلال کیا تو ان پہ عذاب نازل ہو گیا تم بھی حرام چیزوں کو حلال نہ کرو کہیں تم پہ بھی عذاب نہ نازل ہو جائے۔

دعاء کا قبول نہ ہونا:

حضرت لیث فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی بھیجی کہ تمہاری قوم اپنی زبانوں کے ساتھ مجھے پکارتی ہے لیکن ان کے دل مجھ سے دور رہتے ہیں مجھ سے بھلائی مانگنے کے لیے اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں لیکن اپنے ہاتھوں کی حرام کمائی سے ان کے گھر بھرے ہوئے ہوتے ہیں اس وقت میرا غضب ان پر شدید ہو جاتا ہے۔

حضرت عامر بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی بھیجی اپنی قوم کو حکم دیجیے وہ ایسی حالت میں مجھ سے دعا نہ کریں کہ ان کے پوٹوں میں گناہ ہوں پہلے وہ ان کے گرائیں پھر اپنی ضرورتیں مجھ سے مانگیں۔

بخت نصر:

حضرت ابراہیم نخعی، ارشاد باری تعالیٰ:

بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ. (بنی اسرائیل: ۵)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں جب بنی اسرائیل نے زمین میں فساد پھیلایا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پہ بخت نصر کو مسلط کر دیا جس نے بیت المقدس کو گرا دیا تھا۔

فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ. (بنی اسرائیل: ۶)

''پس وہ گھروں کے اندر گھس جائیں گے''

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا.

انہوں نے پھر وہی حرکت کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر عرب مسلط کر دیئے جنہوں نے ان سے جزیہ وصول کرنا شروع کر دیا۔

جالوت:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل پر پہلے جالوت جزری کو مسلط کیا اس نے ان میں سے کچھ کو قتل کیا اور کچھ کو قیدی بنالیا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل پہ دوبارہ جنگ مسلط کی:

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُالْاٰخِرَةِ. (بنی اسرائیل:۷)

پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا۔

قاتلین عثمانؓ کا انجام:

حضرت سلیمان بن بسار فرماتے ہیں جھجار غفاری حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور آپؓ کے ہاتھ سے لاٹھی چھینی اور اپنے گھٹنے سے توڑ دی اس کے بعد اس کے گھٹنے میں خارش ہوگئی۔

حضرت یزید بن حبیب فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا ان میں اکثر مجنوں ہو گئے تھے۔

حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں ان کے لئے جنون کی سزا بہت کم ہے۔

زمین باہر نکال دیتی ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک انصاری کا انتقال ہوا اسے دفنا دیا گیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان الارض لتواری من ھو شر منه، و لکنه جعل لکم عبرة.

زمین اس سے بھی برے لوگوں کو چھپا لیتی ہے۔ لیکن اس نے تمہاری عبرت کے لئے اسے نکالا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ''ارجعو افوارو ہ'' جاؤ اسے دفنا دو۔ لوگوں نے اسے دفنایا

تو پھر زمین نے اسے باہر نہ پھینکا حضرت عبدالحمید بن محمود فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور ان سے کہنے لگا ہم حج کرنے کے لیے آئے جب ہم صفا پر پہنچے تو ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا۔ ہم نے اس کے لئے قبر کھودی تو کیا دیکھتے ہیں اس کے اندر سانپ بیٹھا ہوا ہے پھر ہم نے دوسری قبر کھودی تو اس کے اندر بھی سانپ تھا۔ پھر ہم نے اس کے لیے تیسری قبر کھودی تو اس میں بھی سانپ موجود پایا۔

ہم نے اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیا اور آپ سے یہ پوچھنے آئے ہیں کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔

آپؓ نے فرمایا اس کی وجہ قرض ہے وہ لوگوں کے ساتھ دھوکہ دہی کرتا تھا جاؤ اس کو ان قبروں میں سے کسی میں دفن کردو۔ اللہ کی قسم اگر تم اس کے لیے ساری زمین میں بھی قبریں کھودو گے تو بھی ایسا ہی ہوگا اس آدمی نے کہا ہم نے اسے قبر میں ڈال دیا جب ہم اپنے سفر سے واپس لوٹے تو ہم نے اس کی بیوی سے اس کے حالات پوچھے اس نے بتایا وہ کھانا بیچا کرتا تھا اور ہر روز اپنے خاندان والوں کا کھانا رکھ لیتا تھا اور اس کے برابر مقدار میں جو اور گھاس کاٹتا اور اسے کھانے میں ملا دیتا۔

حضرت شہر بن حوشب، ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اس میں ایک شخص نے دوسرے پر حملہ کیا تو اس نے کہا میں مسلمان ہوں لیکن اس نے اسے قتل کر دیا۔

یہ بات جب نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپؐ نے فرمایا **قتلتہ، وھو یقول انی مسلم**۔ تو نے اسے مسلمان کہنے کے باوجود قتل کر دیا۔

اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ صرف زبان سے کہہ رہا تھا، یہ بات اس کے دل میں نہیں تھی اس نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے تین بار کہی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: **فھلا شققت عن قلبہ فنظرت مافیہ**۔ تو نے اس کا دل چیر کے کیوں نہ دیکھا کہ اس میں کیا تھا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں اس کا دل چیر بھی دیتا تو پھر بھی جو کچھ اس میں تھا مجھے اس کا علم نہ ہوتا کیونکہ وہ تو صرف گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا:

وما علمک بما کان فی قلبه حتی قتلته.

''جب تمہیں اس بات کا علم نہ تھا کہ اس کے دل میں کیا ہے تو تو نے اسے کیوں قتل کیا''

صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے بخشش کی دعا فرمایئے آپؐ نے تین بار ''نہیں'' فرمایا: صحابی کا انتقال ہوا تو اس کی قوم نے اسے دفن کر دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین کو حکم دیا تو زمین نے اسے تین بار باہر پھینک دیا اس کی قوم نے جب یہ دیکھا تو اسے اٹھایا اور پہاڑوں کے درمیان پھینک دیا۔

قیامت کی علامات:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لاتقوم الساعة حتی یجعل کتاب الله عاراً . ویکون الاسلام غریبا ویبدو السمن من الناس وحتی ینقص العلم، و یهرم الزمان، و ینقص عمر البشر، و تنقص السنون و الثمرات و یؤتمن التهماء و یصدق الکاذب، و یکذب الصادق، و یکثر الهرج.

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کتاب اللہ کو عار نہ بنالیا جائے گا اور اس سے اجنبی نہ ہو جائے گا۔ اور لوگ موٹے نہ ہو جائیں گے اور علم کم نہ ہو جائے گا اور زمانہ عمر رسیدہ نہ ہو جائے گا اور آدمی کی عمر کم نہ ہو جائے گی اور سال اور پھل کم نہ ہو جائیں گے۔ تہمتیں لگانے والوں کو امانت دار نہ سمجھا جائے گا جھوٹے کی تصدیق نہ کی جائے گی اور سچے کو جھٹلایا نہ جائے گا اور ''ھرج'' کی کثرت نہ ہوگی۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ''ھرج'' کیا ہے؟

آپ ؐ نے فرمایا:

القتل القتل وحتی تبنی الغرف فتطاول و حتی تحزن ذوات الاطفال و تفرح العواقر و یظهر البغی و الحسد و الشح، و یغیض العلم غیضاً و یغیض الجهل فیضاً و یکون الولد غیظاً و الشتاء قیظاً، وحتی یجهر بالفحشاء و تزول الارض زوالاً.

وہ قتل ہے، قتل اور جب مکانوں کے اونچا بنانے میں آپس میں مقابلہ ہو۔ اور بچوں والیں غمگین ہوں اور بانجھ عورتیں خوش ہوں اور ظلم وفساد حسد اور بخل ظاہر ہو۔ اور علم کم ہو جائے اور جہالت پھیل جائے اور اولاد غصے ہو اور سردیوں میں موسم گرم ہو جائے اور گناہ کھلے عام ہونے لگیں اور زمین پر زلزلہ آنے لگے۔

حضرت ابوالعانیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ ان کے دل قرآن سے خالی ہوں گے اور کپڑوں کی طرح بوسیدہ ہوں گے اور پیاسے ہوں گے قرآن سے کوئی مٹھاس اور لذت حاصل نہیں کریں گے۔ اگر اللہ کے احکام میں کوتاہی کریں گے تو کہیں گے اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کام کریں گے جس سے اللہ نے روکا ہے تو کہیں گے ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے ان کے سارے معاملات امید پہ قائم ہوں گے ان کو خوف بالکل نہیں ہوگا وہ بھیڑیوں کے دلوں پہ بھیڑوں کی کھال پہنے ہوں گے۔ ان میں سب سے افضل منافق ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتذهب اللیالی والایام حتی یقوم القائم فیقول من یبیعنا دینه بکف من دراهم.

”دن اور رات اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے جب تک ایک شخص کھڑا ہو کر یہ نہیں کہے گا کہ کون ایک مٹھی درہموں کے بدلے میں ہمیں اپنا دین بیچتا ہے“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لاتقوم الساعة حتی یظھر الفحش و التفحش و یخون الامین و یؤتمن الخائن و تسقط الوعول، وتغلو التحوت.

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ برائیاں اور گالم گلوچ عام نہ ہو۔ اور امانت دار کو خائن نہ کیا جائے اور خائن کو امانت دار نہ کہا جائے اور ''وعول'' کو گرایا نہ جائے اور تحوت کو بلند نہ کیا جائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وعول اور تحوت کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: **الوعول اشراف الناس و وجوھھم و التحوت الذین کانو تحت اقدام الناس** یعنی وعول معزز اور سردار کو جبکہ تحوت کمینے کو کہتے ہیں۔

بنی اسرائیل:

حضرت شہبانی فرماتے ہیں بنی اسرائیل نے کہا کہ یارب ہمارے آباؤ اجداد چنے کھاتے تھے اور ہم عمدہ خوراک کھاتے ہیں؟

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان سے فرمایا: تم مجھے مثالیں بیان کرتے ہو میں تمہیں یہ سزائیں دوں گا۔

حضرت عبدالرحمٰن حنفی فرماتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی اسرائیل کو ان کے آباؤ اجداد کے کیے کی سزا پندراں سال بعد ہی فرمایا یہ تمہارے آباؤ اجداد کے کیے کی سزا ہے۔

گمراہی:

حضرت ابو عطاء بجنوری فرماتے ہیں: مجھ سے عبادہ بن صامت نے فرمایا: اے عطاء اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے علماء قراء بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر جانوروں کے پاس چلے جائیں گے۔

میں نے کہا سبحان اللہ: ابو محمد! وہ ایسا کیوں کریں گے۔

انہوں نے کہا کہ وہ اپنے قتل کے خوف سے ایسا کریں گے۔

میں نے کہا کہ کیا کتاب اللہ کی ہمارے درمیان موجودگی کے باجود ایسا ہوگا؟ انہوں

نے کہا کہ تیری ماں تجھے گم کرے ابو عطاء! کیا یہود تورات کے وارث نہیں تھے پھر وہ اس سے بھٹک گئے اور کیا نصاریٰ انجیل کے وارث نہیں تھے لیکن وہ اس سے بھٹک گئے اور اسے چھوڑ دیا لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اللہ کی قسم جو کچھ تم سے پہلی امتوں میں ہوا عنقریب تم میں بھی ویسا ہی ہوگا۔

میں انہیں دو دن کے بعد ملا اور کہا ہم سے پہلے امتیں تو مسخ ہو کر بندر اور خنزیر بھی بنی تھیں۔

انہوں نے فرمایا کہ مجھے فلاں آدمی نے بیان کیا ہے اس وقت تک دن رات ختم نہیں ہونگے جب تک اس امت میں سے بھی ایک گروہ مسخ نہیں کیا جائے گا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم لوگ ایسے زمانے میں ہو جس میں سوال کرنے والے کم اور دینے والے زیادہ ہیں فقیہ زیادہ اور خطیب کم ہیں اس زمانے میں عمل کرنا اس خواہش سے بہتر ہے۔

تمہارے بعد ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں مانگنے والے زیادہ اور دینے والے کم ہونگے فقیہ کم اور خطیب زیادہ ہونگے اس زمانے میں خواہش کرنا عمل کرنے سے بہتر ہوگا۔

غیر قوموں کی نقالی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ امت اس وقت تک اپنے معاملات میں میانہ روی پر رہے گی جب تک یہ عجمیوں جیسی عمارتیں نہیں بنائے گی اور ان جیسی سواریوں پر سوار نہیں ہوگی اور ان جیسے لباس نہیں پہنے گی اور ان جیسے کھانے نہیں کھائے گی۔

چوری کی سزا:

حضرت عمرۃ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی، ایک عورت ایک مرد کا ہاتھ پکڑے آپؓ کے پاس آئی، اس کے خیال میں اس کی انگوٹھی اس مرد کے پاس تھی اور مرد انکار کر رہا تھا۔

آپؓ نے فرمایا کہ تم آمین کہو پھر آپؓ نے دعا فرمائی اے اللہ اگر عورت جھوٹی ہے تو اس کا ہاتھ شل ہو جائے اور اگر مرد جھوٹا ہے تو اس کا ہاتھ شل ہو جائے۔ صبح ہوئی تو اس آدمی کا

ہاتھ شل ہو گیا تھا۔

حضرت عمرۃ کہتی ہیں میں نے اس کے بعد دو یا تین حج کیے میں نے اہل مکہ یا مدینہ کے ایک آدمی کو سنا کہ وہ ہی کرتے تھے کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ میرے ساتھ بھی ویسا ہی کرے جیسا اس نے انگوٹھی والے کے ساتھ کیا۔

سود:

حضرت کرودس تغلبی فرماتے ہیں مجھ سے ایک شخص نے جس کا والد جنگ بدر میں شریک ہوا تھا بیان کیا کہ میں ایک بستی کے پاس سے گزرا جس میں زلزلہ آرہا تھا میں اس کے قریب کھڑا ہو گیا تاکہ کوئی شخص میری طرف آئے تو میں اس سے اس بارے میں پوچھوں میرے پاس ایک آدمی آیا تو میں نے پوچھا وہاں کیا ہو رہا ہے اس نے کہا کہ زلزلہ آرہا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کیا عمل کرتے تھے اس نے کہا وہ سود کھاتے تھے۔

حضرت قاسم بن بدر فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس میں سود عام کردیتے ہیں۔

قیامت کی کچھ نشانیاں:

حضرت خدیر بن کریب سے روایت ہے کہ حضرت ابو ثعلبہ خشنی نے فرمایا: اے لوگو قیامت کی نشانیاں یہ ہیں: امانت اٹھالی جائے گی، عقلیں کم ہو جائیں گی، نوجوان غیر شادی شدہ ہوں گے، غم زیادہ ہو جائے گا، علامات حق ظاہر ہو جائیں گی اور ظلم ظاہر ہوگا۔

مزید قیامت کی نشانیاں یہ ہیں امانت ورحمت کو اٹھالیا جائے گا رشتہ داروں سے تعلق توڑ دیا جائے گا صدقہ چھوڑ دیا جائے گا لوگوں کو بخل کی لگام پہنائی جائے گی تیری ملاقات جس سے بھی ہوگی وہ بخل کی لگام پہنے ہوگا حتی کہ مالدار کثرت مال کے باوجود مال کو زائدار ضرورت نہیں سمجھے گا اور تھوڑے مال والا تھوڑے مال پہ قناعت نہیں کرے گا تو جس کے پاس بھی جائے گا وہ تنگدست ہوگا۔

حضرت عمیر بن سعد فرماتے ہیں تمہارے نیک اور عالم لوگ چلے جائیں گے اور

تمہاری مجالس میں ایسے ناتجربہ کار نوجوان بچ جائیں گے جو صاحب عقل ورائے نہیں ہونگے تمہارے معاملات ان کے ہاتھ میں ہونگے۔

زلزلے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ پکڑ کر ارشاد فرمایا: اے اہل مدینہ تم پر زلزلہ ضرور آئے گا اور زلزلہ کثرت سود کی وجہ سے آتا ہے اور بارش کا قحط برے فیصلوں اور ظالم بادشاہوں کی وجہ سے آتا ہے اور جانوروں کی موت اور پھلوں کا نقصان صدقہ کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے کیا تم ان کاموں سے رک نہیں سکتے؟ عمر تمہارے درمیان سے چلا جائے گا۔

تسبیح نہ کرنے والے پرندے کی سزا:

حضرت مکحول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ماصید طیر الابتضییع التسبیح۔ جس پرندے کا بھی شکار کیا جاتا ہے تسبیح چھوڑتے کی وجہ سے شکار کیا جاتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بندھے کوے کے پاس سے گزرے آپ نے اس سے کہا اے کوے تو نے ذکر کو چھوڑا کہ تو پھندے میں پھنس گیا اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو تو اللہ کی تسبیح کرے گا پھر آپؓ نے اسے چھوڑ دیا۔

صورت مسخ ہونا:

حضرت ابوظبیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے سفر میں تھے آپ کے ساتھیوں کو بھوک لگی تو انہوں نے ایک وادی میں پڑاؤ کیا آپؐ سو گئے جب آپ جاگے تو دیکھا لوگوں کی ہانڈیاں ابل رہی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ماھذا، یہ کیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض یہ گوہ ہیں جو ہم نے اس وادی سے پکڑی ہیں۔

آپؐ نے ایک گوہ منگوائی اور اسے لکڑی سے پلٹا پھر آپؐ نے فرمایا:

الکف کف انسان و قد غضب علی امم من بنی

اسرائیل فمسخوا فی الارض دواب.

''اس کی ہتھیلی انسان کی ہتھیلی جیسی ہے بنی اسرائیل کی بعض امتوں پہ اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض ہوئے اور انہیں زمین میں جانور بنا دیا''

ھارون علیہ السلام کے دو بیٹے

حضرت عطاء بن سائب فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک قبہ تھا جس کی چوڑائی چھ سو ہاتھ تھی آپ اس میں اپنے رب سے مناجات کرتے تھے اور اسی قبہ میں قربانی کی آگ آتی تھی حضرت ہارون علیہ السلام کے دو بیٹے آگ جلاتے تھے یہ واقعہ پیچھے تفصیل سے گزر چکا ہے جس کے آخر میں ہے کہ قربانی کی آگ آئی اور اس نے ان دونوں کو پکڑ لیا حضرت ہارون آگ بجھانے کے لئے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی ہے کہ میرے دوست جب میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہوں تو میرے دشمنوں کے ساتھ میرا سلوک کیا ہوگا!۔

حضرت عطاء بن سائب فرماتے ہیں جب حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی گئی تو آپ اس وقت یہ پڑھ رہے تھے۔

لَبَّیکَ عَبدُکَ لِامَتِک لِعَبِیدَتِکَ.

بحمد اللہ تعالیٰ ''العقوبات'' کا پہلا اردو ترجمہ ارکان لجنۃ المصنفین کے ہاتھوں مکمل ہوا۔

مراجع ومصادر

کتاب	مصنف
اتحاف السادة المتقين بشرح اسرار احياء علوم الدين	محمد بن محمد الحسينى مرتضى الزبيدى
احياء علوم الدين	محمد بن محمد الغزالى
اخبار ابى حفص عمر بن عبدالعزيز رحمه اللّٰه و سيرته	محمد بن الحسين الآجرى
اخبار مكة و ماجاء فيها من الآثار	ابو الوليد محمد بن عبداللّٰه الازرقى
الادب المفرد	محمد بن اسماعيل البخارى
الاربعين فى فضل الرحمة و الراحمين	ابن طولون الصالحى
الاسامى و الكنى	محمد بن محمد الحاكم الكبير
اسد الغابة فى معرفة الصحابة	عزالدين على بن محمد بن الاثير
الاعلام: قاموس تراجم	خير الدين الزركلى
الامالى الخميسية	يحيى بن الحسين الشجرى
انوار التنزيل و اسرار التاويل	القاضى البيضاوى
ايمان فرعون	جلال الدين الدوانى
بذل المجهود فى حل ابى داود	خليل احمد السهار نفورى
تاريخ بغداد او مدينة السلام منذ تاسيسها حتى سنة ۴۶۳ھ	ابو بكر احمد بن على بن الخطيب البغدادى
التاريخ الكبير	محمد بن اسماعيل البخارى
التاريخ و اسماء المحدثين و كناهم	محمد بن احمد بن ابوبكر المقلمى
التبر المسبوك فى نصائح الملوك	محمد بن محمد الغزالى
تذكرة الاريب فى تفسير الغريب	ابو الفرج عبدالرحمن بن الجوزى

ترتيب القاموس المحيط للفيروز ابادی علی طريقة المصباح المنيرو اساس البلاغة	احمد الزاوی
الترغيب و الترهيب من الحديث الشريف	عبدالعظيم بن عبدالقوی المنذری
تفسير القرآن العظيم	اسماعيل بن كثير
تقريب التهذيب	ابن حجر العسقلانی
التلخيص (تلخيص المستدرک)	الذهبی
تنبيه الغافلين	ابو الليث نصر بن محمد السمرقندی
تنزيه الشريعة المرفوعة عن الاخبار الشنيعة الموضوعة	ابن عراق الكنانی
تهذيب تاريخ دمشق الكبير لابن عساكر	عبدالقادر بدران
تهذيب التهذيب	ابن حجر العسقلانی
تهذيب الكمال فی اسماء الرجال	جمال الدين ابو الحجاج يوسف المزی
التوابين	موافق الدين بن قدامة المقدسی
التوبة	ابن ابی الدنيا
جامع البيان عن تأويل القرآن	ابو جعفر الطبری
الجامع الصحيح	محمد بن اسماعيل البخاری
الجامع الصحيح	مسلم بن الحجاج النيسابوری
جامع العلوم و الحكم فی شرح خمسين حديثاً من جوامع الكلم	ابن رجب الحنبلی
الجرح و التعديل	ابن ابی حاتم الرازی
الحلم	ابن ابی الدنيا

حلية الاولياء	ابو نعيم الاصبهانى
الخضر بين الواقع و التهويل	محمد خير يوسف
الدر المنثور فى التفسير بالماثور	جلال الدين السيوطى
ديوان محمود الوراق: شاعر الحكمة و الموعظة	وليد قصاب
ذم البغى	ابن ابى الدنيا
ذم الدنيا	ابن ابى الدنيا
الرقة و البكاء	ابن ابى الدنيا
الرقة و البكاء	موفق الدين بن قدامة المقدسى
روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم و السبع المثانى	محمود الآلوسى
الزهد	احمد بن حنبل
الزهد	ابوبكر بن عمرو بن ابى عاصم
الزهد و الرقائق	عبدالله بن المبارك المروزى
سلسلة الاحاديث الصحيحة و شيء من فقهها و فوائدها	محمد صرالدين الالبانى
سلسلة الاحاديث الصعيفة و الموضوعة و اثرها السى فى الامة	محمد ناصر الدين الالبانى
سنن ابن ماجه	محمد فؤاد عبدالباقى
سنن ابى داود	محمد محى الدين عبدالحميد
سنن الترمذى(الجامع الصحيح)	احمد محمد شاكر. محمد فؤاد عبدالباقى
السنن الكبرىٰ	البيهقى

سیر اعلام النبلاء	شمس الدين الذهبى
السيرة النبوية	ابن هشام
الشفاء فى مواعظ الملوك و الخلفاء	عبدالرحمن بن الجوزى
صحيح مسلم بشرح النووى	الامام النووى
صفة الصفوة	عبدالرحمن بن الجوزى
صيد الخاطر	عبدالرحمن الجوزى
ضعيف الجامع الصغير وزيادته: الفتح الكبير	محمد ناصر الدين الالبانى
العبر فى خبر من غبر	شمس الدين الذهبى
العلل المتناهية فى الاحاديث الواهية	عبدالرحمن بن الجوزى
العيال	ابن ابى الدنيا
الفردوس بمأ ثور الخطاب	ابو شجاع شيرويه بن شهردار الديلمى
قصر الامل	ابن ابى الدنيا
قصص الانبياء المسمى عرائس المجالس	ابو اسحاق احمد بن محمد الثعلبى
قصص الانبياء	ابن كثير الدمشقى
الكامل فى التاريخ	عزالدين على بن محمد بن الاثير الجزرى
الكامل فى ضعفاء الرجال	احمد بن عبدالله بن عدى الجرجانى
كشف الخفاء و مزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على ألسنة الناس	اسماعيل بن محمد العجلونى الجراحي
كنز العمال فى سنن الاقوال و الاعمال	علاء الدين على المتقى الهندى البرهان فورى

لباب التاويل فى معانى التنزيل	خازن
لسان الميزان	ابن حجر العسقلانى
مجمع الزوائد و منبع الفوائد	نور الدين الهيثمى
مجموعة من التفاسير : البيضاوى و النسفى و الخازن و ابن عباس	دار احياء التراث العربى
المستدرك على الصحيحين	ابو عبدالله الحاكم النيسابورى
المسند	احمد بن حنبلؒ
مسند ابى يعلىٰ الموصلى	تحقيق: ارشاد الحق الاثرى
المصنف فى الاحاديث و الآثار	عبداللّٰه بن محمد بن ابى شيبة
المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية	ابن حجر العسقلانى
معانى القرآن	ابوزكريا يحيى بن زياد الفراء
المعجم الكبير	ابو القاسم الطبرانى
المعجم الوسيط	مجمع اللغة العربية
المغنى عن حمل الاسفارفى الاسفارفى تخريج مافى الاخياء من الاخبار	عبدالرحيم بن الحسن العراقى
مكارم الاخلاق	ابن ابى الدنيا
موارد الظمآن الى زوائد ابن حبان	نور الدين الهيثمى
موضح اوهام الجمع و التفريق	الخطيب البغدادى
الموضوعات	عبدالرحمن بن الجوزى
النهاية فى غريب الحديث و الاثر	مجدالدين المبارك بن محمد بن الاثير الجزرى

اسلاف کا حیرت انگیز حافظہ

تاریخ اسلام کی ان مشاہیر شخصیات کا تذکرہ جنہیں
قدرت کی طرف سے انمول حافظے کا تحفہ ودیعت کیا گیا
ایک ایسا تذکرہ کہ جسے پڑھ کر آپ بھی اپنے حافظے کو صیقل کر سکیں

مؤلف
مولانا اویس سرور

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۲۸۳

تذکرے

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم، کے بہار آفریں قلم سے
چند انبیائے کرامؑ، صحابہ کرامؓ، فقہاءؒ، ائمہؒ، محدثینؒ،
علماءؒ اور اولیاء اللہؒ کے مختصر اور جامع حالات و واقعات

تالیف
شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

جمع و ترتیب
مولانا محمد ناظم اشرف

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۷۳۵۲۲۸۳

بھوک اور فاقہ نفسی کے فوائد
اور
بسیار خوری کے نقصانات

اُردو ترجمہ

کتاب الجوع

مصنف
ابن أبي الدنیاؒ

ترجمہ و اضافات
مفتی ثناء اللہ محمود

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۷۳۵۲۴۸۳

دیگر شہروں میں بیت العلوم کے اسٹاکسٹ

ملتان	**کراچی**	**راولپنڈی**
بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان	ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی	الخلیل پبلشنگ ہاؤس راولپنڈی
کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	بیت القلم گلشن اقبال کراچی	**اسلام آباد**
بیکن بکس گلگشت کالونی ملتان	کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی	مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد
کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان	دار القرآن اردو بازار کراچی	المسعود بکس F-8 مرکز اسلام آباد
فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	مرکز القرآن اردو بازار کراچی	سعید بک بینک F-7 مرکز اسلام آباد
اسلامی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	عباسی کتب خانہ اردو بازار کراچی	پیر بک سنٹر آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد
دار الحدیث بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	ادارۃ الانوار بنوری ٹاؤن کراچی	**پشاور**
ڈیرہ غازی خان	علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی	یونیورسٹی بک ڈپو خیبر بازار پشاور
مکتبہ زکریا بلاک نمبر ۱۰ ڈیرہ غازی خان	**کوئٹہ**	مکتبہ سرحد خیبر بازار پشاور
بہاول پور	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	لنڈن بک کمپنی صدر بازار پشاور
کتابستان شاہی بازار بہاولپور	**سرگودھا**	**سیالکوٹ**
بیت الکتب سرائیکی چوک بہاولپور	اسلامی کتب خانہ پھولوں والی گلی سرگودھا	بنگش بک ڈپو اردو بازار سیالکوٹ
سکھر	**گوجرانوالہ**	**اکوڑہ خٹک**
کتاب مرکز فریئر روڈ سکھر	والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک
حیدر آباد	مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ رحیمیہ اکوڑہ خٹک
بیت القرآن چھوٹی گٹی حیدر آباد	**راولپنڈی**	**فیصل آباد**
حاجی امداد اللہ اکیڈمی جیل روڈ حیدر آباد	کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی	مکتبۃ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد
امداد الغرباء کورٹ روڈ حیدر آباد	فیڈرل لاء ہاؤس چاندنی چوک راولپنڈی	ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد
بھٹائی بک ڈپو کورٹ روڈ حیدر آباد	اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی	مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد
کراچی	بک سنٹر ۳۲ حیدر روڈ راولپنڈی	اقراء بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد
ویلکم بک پورٹ اردو بازار کراچی	علی بک شاپ اقبال روڈ راولپنڈی	مکتبہ قاسمیہ امین پور بازار فیصل آباد